القسم الثالث من البعثة الى الهجرة

(تیسری قسم بعثت سے ہجرت تک کے بارے میں ہے)

سوال: نبی پاک ﷺ کی حیات ظاہری میں اسلامی دعوت کے کتنے مراحل تھے۔

جواب: حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں اسلامی دعوت کے چار مراحل تھے:

(1)۔ سری دعوت (2)۔ جہری دعوت

(3)۔ جہری دعوت جس کے ساتھ حد سے بڑھنے والوں، جنگ کو شروع کرنے والوں اور شر کو ظاہر کرنے والوں سے قتال جاری رہا۔

(4)۔ جہری دعوت جس میں مشرکین ملاحدہ اور بت پرستوں کے ساتھ قتال کیا گیا جو دعوت اسلام میں رکاوٹ بنتے یا اسلام میں داخل ہونے سے منع کرتے تھے۔

سوال: سری دعوت کتنا عرصہ جاری رہی؟

جواب: سری دعوت تین سال تک جاری رہی۔

سوال: اوائل اسلام میں داخل ہونے والے لوگ کون تھے؟ ان کے نام ذکر کریں۔

جواب: جو لوگ اوائل اسلام میں داخل ہوئے ان میں سے حضرت خدیجہ بنت خویلد، علی بن ابی طالب، زید بن حارثہ جو حضور نبی پاک ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے، ابو بکر بن ابو قحافہ، عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

سوال: اوائل اسلام میں داخل ہونے والے لوگ حضور نبی پاک ﷺ کو کس طرح ملتے تھے؟

جواب: اوائل اسلام میں داخل ہونے والے لوگ نبی پاک ﷺ سے پوشیدہ طور پر ملتے تھے اور جب یہ اشخاص عبادت کرنے کا ارادہ کرتے تو کفار کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے لیے مکہ کی گھاٹیوں کی طرف چلے جاتے۔

سوال: جب مسلمانوں کی تعداد 30 ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے کس چیز کو اختیار کیا؟

جواب: جب اسلام میں 30 سے زائد مرد و عورت داخل ہو گئے تو نبی پاک ﷺ نے حضرت ارقم رضی اللہ تعالی عنہ کا گھر اختیار کیا جس میں تعلیم اور رہنمائی کی حاجات کے لیے ملاقات ہوتی تھی۔

اس دعوت کا حاصل یہ ہوا کہ 40 کے قریب مرد، عورت اسلام میں داخل ہوئے جن میں زیادہ تر فقراء، غلام اور وہ لوگ جن کی قریش میں کوئی قدر و منزلت نہ تھی شامل تھے

سوال: رسول کریم ﷺ نے ابتدا میں خفیہ دعوت کیوں دی؟

جواب: اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کی طرف وحی کی نوع میں میں الہام فرمایا کہ وہ شروع کے زمانے میں دعوت خفیہ اور چھپ کر دیں اور صرف ان لوگوں کو دعوت پیش کی جائے جن کے بارے میں ظن غالب ہو کے وہ سنیں گے اور وہ ایمان لے آئیں گے۔

سوال: نبی پاک ﷺ کو یہ بات کب پتہ چلی کہ اپ لوگوں کی طرف بھیجے گئے رسول ہیں؟

جواب: جب اللہ پاک نے یہ فرمان "یاایھا المدثر" اتار کر نبی کریم ﷺ کو دعوت کا مکلف بنایا تب یہ بات پتہ چلی کہ آپ اللہ کی طرف سے لوگوں کی طرف بھیجے گئے رسول ہیں۔

سوال: اللہ پاک نے حضور نبی کریم ﷺ کو پوشیدہ دعوت دینے کا الہام کیوں فرمایا؟

جواب: تاکہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد دعوت دینے والون کے لیے یہ تعلیم ہو جائے اور اس بات کی طرف رہنمائی کی جائے کہ اپنی جان بچانے کے لیے اسباب ظاہرہ کو اختیار کرنا جائز ہے۔

سوال: وہ وسائل جن کو عقل سلیم اور تفکیر ثابت کریں ان کو اختیار کرنا کیوں مناسب ہے؟

جواب: ان وسائل کو اختیار کرنا اس لیے مناسب ہے تاکہ دعوت دین کے مقاصد تک پہنچا جائے لیکن ان وسائل کو اس بنا پر اختیار کریں کہ یہ توکل اور اعتماد علی اللہ پر غالب نہ

آئے اور نہ ہی انسان ان اسباب کو تھامنے میں اس حد تک چلا جائے کہ جو اس کی فکر و تصور اور فعالیت پر اثرانداز ہو اور یہی صورت اللہ تعالیٰ پر ایمان کو مجروح کرتی ہے۔

سوال: داعی کس طریقے پر دعوت دیں؟

جواب: داعی کو چاہیے کہ زمانے کے حالات کے پیش نظر دعوت کے انداز میں لچک رکھے، جیسی ضرورت ہو ویسے انداز سے دعوت دے اگر پوشیدہ دعوت دینے کی ضرورت ہو تو پوشیدہ دعوت دے اگر اعلانیہ دعوت دینے کی ضرورت ہو تو اعلانیہ دعوت دے الغرض زمانے کا لحاظ رکھتے ہوئے دعوت دین دے۔

سوال: اگر مسلمانوں کی تعداد کم ہو یا مسلمان کمزور ہوں تو فقہاء اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ دعوت دین کس طریقے پر دی جائے؟

جواب: جمہور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب مسلمانوں کی تعداد قلیل ہو یا وہ کمزور ہوں اور غالب گمان یہی ہو کہ وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں قتل کر دیے جائیں گے تو ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ حفظ جان کی مصلحت کو یہاں مقدم رکھا جائے۔

سوال: جب کسی لڑائی میں غلبہ حاصل نہ ہو تو عزبن عبد السلام اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: عزبن عبد السلام کہتے ہیں جب کسی لڑائی میں غلب حاصل نہ ہو تو بھاگ جانا ضروری ہے کیونکہ اس میں ثابت قدم رہنے میں جانوں کو ضائع کرنا اور اس میں اہلِ اسلام کی ذلت ہو گی اس وجہ سے یہاں ثابت قدم رہنا محض فساد ہی ہو گا اس میں کوئی مصلحت نہیں۔

سوال: جس لڑائی میں غلبہ حاصل نہ ہو تو سعید رمضان بوطی اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ڈاکٹر سعید رمضان بوطی فرماتے ہیں کہ یہاں جان کی حفاظت کی مصلحت کو مقدم کرنے کی بات ظاہری اعتبار سے ہے ورنہ حقیقت میں یہ دین کی مصلحت ہے اور دین کے مصلحت مسلمان کی زندہ ہونے اور دوسرے مفتوحہ میدان میں بڑھنے اور اللہ

کے راستے میں جہاد کرنے کا تقاضا کرتی ہے، اگر مسلمان ہلاک ہو گئے اس میں تو خود دین کا نقصان سمجھا جائے گا اور کافروں کے سامنے میدان کشادہ کرنا سمجھا جائے گا تاکہ وہ اپنے سامنے بند راستے کو کھولنے کے لیے گھس جائیں۔

سوال: جہری دعوت والی فصل کا خلاصہ تحریر کریں؟

جواب: جب جہری دعوت یا قتال نقصان دہ ہو تو خفیہ دعوت یا صلح کرنا واجب ہے، اور جب جہری دعوت ممکن ہو تو سری دعوت دینا جائز نہیں کیونکہ وہ زیادہ مفید ہے اور جب قوت اور دفاع کے اسباب زیادہ ہوں تو اس صورت میں گھات لگانے والوں ظالموں کے ساتھ صلح کرنا جائز نہیں اسی طرح جب وسائل اور اسباب زیادہ ہوں تو کافروں کے گھروں میں گھس کر جہاد کرنے سے بیٹھنا یہ بھی جائز نہیں۔

سوال: جو لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کا ایک بڑا حصہ غلاموں کمزوروں اور فقراء پر مشتمل تھا تو اس میں کیا حکمت تھی اور ان جیسے لوگوں کے ستون پر اسلامی سلطنت کی بنیاد میں کیا راز تھا؟

جواب: اسلام میں سب سے پہلے داخل ہونے والے لوگ غریب تھے کیونکہ یہ انبیاء کی دعوت کا فطری نتیجہ تھا، اگر نوح علیہ السلام کی طرف دیکھا جائے تو ان کے پیروکار بھی وہ لوگ تھے جن کی لوگوں کے درمیان کوئی عزت نہیں تھی، حضرت موسی علیہ السلام کی طرف دیکھا جائے تو ان کے پیروکار یعنی بنی اسرائیل والے بھی کمزور تھے اور حضرت صالح علیہ السلام کی طرف دیکھا جائے تو ان کے پیروکار بھی غریب اور کمزور لوگ تھے اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ دین جس کے ساتھ اللہ پاک نے انبیاء کو مبعوث کیا اس کی حقیقت لوگوں کو غلامی سے نکال کر ایک اللہ کی غلامی میں لانا ہے اور یہ حقیقت ظالم و جابر حکمرانوں اور خدائی کے جھوٹے دعوے داروں پر ضرب کاری کا کام کرتی ہے اور دوسری طرف یہ حقیقت غریبوں کے لیے روشنی کی ایک کرن ہے کہ ان کو ظالموں سے نجات ملے گی اسی

وجہ سے ظالم و جابر حکمرانوں اور جھوٹے معبودوں نے اسلام سے بہت زیادہ بغض رکھا اور غریب لوگ لبیک کہتے ہوئے اسلام کے دامن سے وابستہ ہوئے۔

سوال: قادسیہ کے معرکہ میں ایرانی لشکر کے سپہ سالار کون تھے؟

جواب: قادسیہ کے معرکہ میں ایرانی لشکر کی سپہ سالار رستم تھے۔

سوال: قادسیہ کے معرکہ میں رستم اور حضرت ربعی بن عامر کے مابین کیا گفتگو ہوئی؟

جواب: قادسیہ کے معرکے میں ایرانی لشکر کے سپہ سالار رستم اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے لشکر میں موجود ایک سپاہی ربعی بن عامر کے مابین گفتگو ہوئی، رستم نے آپ سے کہا کس چیز نے آپ کو ہمارے ساتھ جنگ کرنے اور ہمارے علاقے میں گھس جانے کی دعوت دی ہے؟ حضرت ربعی بن عامر نے فرمایا کہ ہم اس لیے آئے ہیں کہ لوگوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر انہیں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف داخل کر دیں پھر آپ نے رستم کے دائیں بائیں جھکے ہوئے لوگوں کی صفوں کو دیکھتے ہوئے تعجب سے کہا کہ تمہارے بارے میں عقلمندی کی خبر پہنچی تھی لیکن میں نے تم سے بدتر کوئی قوم نہیں دیکھی، بے شک ہم مسلمانوں کا لشکر کسی کو غلام نہیں بناتا اور میرا گمان تھا کہ تم بھی ایک دوسرے سے ایسے ہی خیر خواہی کرتے ہوں گے جیسے ہم کرتے ہیں لیکن تم لوگ تو ایک دوسرے کے خدا بنے بیٹھے ہو جب ان کمزور لوگوں نے آپ کی بات سنی تو آپس میں کہنے لگے: اللہ کی قسم! عربی نے سچ کہا اور آپ رضی اللہ عنہ کی یہ بات ان کے سرداروں پر بجلی بن کر گری اور وہ آپس میں کہنے لگے اس نے اپنے کلام کے ذریعے تیر مارا ہے، اور ہمارے غلام اس کی طرف مائل ہوتے جا رہے ہیں۔

سوال: کمزور لوگ اسلام میں جلدی داخل کس وجہ سے ہوئے؟

جواب: کمزور لوگ جنہوں نے اسلام لانے میں دوسروں سے قبل جلدی کی ان کا اس اسلام میں داخل ہونا ایمان سے نہ تھا بلکہ سلطان اور متکبرین کی تکلیف سے چھٹکارا پانا تھا۔

سوال: قریش کے سرداروں اور ضعیف لوگوں کے مابین کیا چیز مشترک تھی؟

جواب: اپنے رب کی وحدانیت پر ایمان لانا اور جس چیز کو نبی کریم لے کر آئے اس کی

تصدیق کرنا ان کے مابین مشترک تھا۔
لیکن سرداروں کو ان باتوں سے ان کی سرداری نے روکا تھا اس کی واضح مثال ابو طالب ہیں، لیکن فقراء اور کمزوروں کو ایمان اور آپ کی پیروی کرنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی۔

سوال: اس زمانے میں فکری یلغار کے کچھ پیشہ ور لوگوں کے اسلام کے خلاف کیا بات گھڑی ہے؟

جواب: اس زمانے میں فکری یلغار کے کچھ پیشہ ور لوگ یہاں ایک افترا باندھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ جس دعوت کے ساتھ تشریف لائے وہ دعوت صرف عربی ماحول کے لیے وحی تھی اور وہ عرب کی فکری تحریک کی ترجمانی کر رہی تھی۔

سوال: مصنف نے فکری یلغار کے پیشہ ور لوگوں کو اس افترا کا کیا جواب دیا؟ بیان کریں۔

جواب: مصنف فرماتے ہیں اگر یہ بات ایسے ہی ہوتی تو اس دعوت کے ابتدائی تین سال کے نتیجے میں جو 40 مرد عورت مسلمان ہوئے جن کا بڑا حصہ غلاموں کمزوروں اور فقراء پر مشتمل تھا ان میں سر فہرست حضرت بلال اور حضرت صہیب جیسے عجمی لوگ خلط ملط نہ ہوتے۔ اگر یہ دعوت عرب معاشرے کے مطابق تھی تو تین سال میں صرف 40 کیوں مسلمان ہوئے حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ سب کے سب مسلمان ہو جاتے۔
اور دشمنان اسلام یہ گمان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عرب معاشرے کی ترجمانی کی ہے جبکہ اسی عرب معاشرے نے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کو دوسرے شہر مثلاً حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔

الجہر بالدعوۃ

(جہری دعوت کا بیان)

سوال: اعلانیہ دعوت کا پس منظر بیان کریں۔

جواب: ابن ہشام فرماتے ہیں جب مرد اور عورتیں جوک در جوک اسلام کی طرف

داخل ہونے لگے یہاں تک کہ مکہ میں ذکر اسلام پھیل گیا اور ہر طرف اسلام کی باتیں ہونے لگیں اور اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کو اعلانیہ دعوت دینے کا حکم دیا اور لوگوں کو اعلانیہ دعوت کی طرف بلانے کا حکم دیا۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے دعوت اسلام کو کتنے عرصے مخفی رکھا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے بعثت کے تین سال تک دعوت اسلام کو مخفی رکھا۔

سوال: جب اللہ تعالی نے نبی پاک ﷺ کو اعلانیہ دعوت دینے کا حکم دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے کیا کہا؟

جواب: اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو فرمایا جس کا آپ کو حکم دیا گیا آپ اس کا اعلان کیجئے اور مشرکین سے منہ پھیر لیجئے حضور نبی کریم ﷺ کے لیے اللہ تعالی نے فرمایا اے محبوب آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں اور مومنین میں سے جو آپ کی اتباع کرے اس کے لیے اپنے بازو بچھا دیں تو نبی کریم ﷺ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور اولاد فہر اور اولاد عدی کو ندا دی یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے اور جو شخص آنے کی استطاعت نہ رکھتا تھا اس نے اپنا نمائندہ بھیجا تاکہ وہ دیکھے کہ کیا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہیں خبر دوں کہ وادی کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے تو سب نے کہا جی ہاں کیونکہ ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں سامنے کے شدید عذاب سے ڈراتا ہوں۔

سوال: نبی کریم کی کوہ صفا پر دعوت دین سن کر ابو لہب نے کیا کہا؟

جواب: ابو لہب نے کہا تمہارا سارا دن برباد ہو کیا تم نے اسی کام کے لیے جمع کیا تھا بس اللہ تعالی کا فرمان نازل ہوا "تبت یدا ابی لهب وتب" تباہ ہو جائیں ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

سوال: کوہ صفا سے اتر کر نبی کریم ﷺ نے اپنے قرابت داروں کو کس طرح اعلانیہ دعوت دی؟

جواب: کوہ صفا سے نیچے تشریف لا کر نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام گھر والوں قرابت داروں اور خاندان والوں کو جمع کیا اور فرمایا اے کعب بن لوی کی اولاد اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ اے کعب بن مرہ کی اولاد اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ اے عبد شمس کی اولاد اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ پس میں اللہ تعالی کے بارے میں تمہارے کسی معاملے کا اختیار نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ میں ان رشتہ داریوں کا لحاظ کروں گا

سوال: اعلانیہ دعوت کے نتیجے میں قریش کا ری ایکشن کیا تھا؟

جواب: اس اعلانیہ دعوت کے سامنے قریش کا ری ایکشن یہ تھا انہوں نے اس دعوت اسلام سے انکار کیا اور پیٹھ پھیر کر چلے گئے یہ عذر پیش کرتے ہوئے کہ وہ اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملے ہوئے دین کو نہیں چھوڑ سکتے اس وقت نبی پاک ﷺ نے انہیں اس بات پر تنبیہ کی اور ان کا اپنی عقول و افکار کو بتوں کی تقلید اور اتباع سے آزاد کرنا۔

سوال: جب حضور ﷺ نے ان کے معبودوں کے عیب بیان کیے اور ان کے عقلمندوں کو بے وقوف قرار دیا تو اس وقت کفار قریش کا کیا رد عمل تھا؟

جواب: کفار قریش نے آپ ﷺ کا انکار کیا اور آپ کی مخالفت اور دشمنی پر جمع ہو گئے سوائے وہ لوگ جو مشرف با اسلام ہوئے اور آپ ﷺ کے چچا ابو طالب جو آپ پر مہربان تھے انہوں نے لوگوں کو منع کیا اور آپ کی حفاظت کے لیے کھڑے ہو گئے۔

سوال: اپنے خاندان کو دعوت دینے کے حکم میں کیا حکمت عملی تھی؟

جواب: اس میں یہ حکمت عملی ہے کہ ہر مسلمان پر عمومی طور پر اور مبلغین کے لیے خصوصی طور پر دعوت کی ذمہ داری کے عائد ہونے کے درجات کی طرف اشارہ ہے یعنی سب سے پہلے وہ اپنے خاندان کو دعوت دین دے پھر دوسرے لوگوں کو دعوت دین کا پیغام دیں۔

سوال: مبلغین پر دعوت کی ذمہ داریوں کے عائد ہونے کے کتنے درجے ہیں بالتفصیل کے ساتھ بیان کیجیے:

جواب: مبلغین پر دعوت کی ذمہ داری کے عائد ہونے کے تین درجات ہیں:

پہلا درجہ: انسان پر اپنے نفس کی ذمہ داری ہے کہ اس دعوت دین پر خود ایمان لائے دعوت دین کے اس درجے کو اس حق دینے کے لیے اللہ تعالی نے ابتدائے وحی کے بعد طویل عرصہ عطا فرمایا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مطمئن ہو گئے کہ وہ نبی مرسل ہیں اور جو کچھ آپ پر نازل ہوا وہ اللہ تعالی کی طرف سے وحی ہے تاکہ پہلے وہ خود اس پر ایمان لے آئیں۔

دوسرا درجہ: ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اپنے رشتہ داروں اور اپنے وابستگان اور اپنے گھر والوں کو دعوت دے اور اس ذمہ داری کو حق کے ساتھ قائم کرنے کے لیے اللہ تعالی نے خاص طور پر اپنے اہل وعیال اور قریبی رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے اور ڈرانے کے لیے ضروری حکم دیا اور ذمہ داری کے اس درجے میں ہر قریب رشتہ دار اور خاندان رکھنے والے مسلمان مشترک ہے۔

تیسرا درجہ: ایک عالم دین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہر اور قبیلے میں دعوت دے اور ایک حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی سلطنت اور قوم میں دعوت دے اس صورت میں یہ دونوں رسول اللہ کے نائب ہیں کیونکہ یہ دونوں نبی پاک کے شرعی وارث ہیں۔ ان تمام ذمہ داریوں کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے درجہ میں حضور ﷺ کے ساتھ ہر مکلف شخص شامل ہے دوسرے درجے میں حضور ﷺ کے ساتھ ہر صاحب خاندان اور رشتہ دار شامل ہیں تیسرے درجے میں حضور ﷺ کے ساتھ علماء وحکمران شامل ہیں۔

سوال: انبیاء کرام کے شرعی وارث کون ہیں؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ علماء انبیا کے وارث ہے۔

سوال: توحید کے معاملے میں تنقید کرنے والے کے بارے میں صاحب جوہرۃ التوحید کا کیا شعر ہے؟

جواب: صاحب جوہرۃ التوحید فرماتے ہیں:

فکل من قلد فی التوحید ایمانہ لم یخل من تردید

جو بھی توحید میں تقلید کرے تو اس کا ایمان تردد سے خالی نہیں ہے۔

سوال: لغوی اعتبار اور سماجیات کے علماء کے ہاں تقالید کی تعریف بیان کیجئے۔

جواب: عربی زبان کا ایک لفظ تقالید جس کا معنی ہے رسومات اور رواج،

اصطلاحی معنی یہ ہے کہ لوگ اپنی معاشرتی زندگی میں جو مختلف رسومات اپناتے ہیں جیسے اپنی خوشی میں لہو لعب کے مظاہر رنج و غم میں قائم کرنے کی شکلیں وغیرہ یہ تمام کام وہ ہیں جن کے لوگ عادی ہو چکے ہیں اور یہ سب رسومات جن کو آباؤاجداد سے پایا اور ان کو خود گھڑا ہو اور یہ نسل در نسل چلی آ رہی ہو۔ ان تمام چیزوں کو لغت اور علم سماجیات کی اصطلاح میں تقالید کہا جاتا ہے۔

سوال: اسلامی اخلاق اور اسلامی طریقے کی قدر و منزلت کا سبب کیا ہے؟

جواب: اسلامی اخلاق اور اسلامی طریقے کی قدر و منزلت کا سبب یہ ہے کہ تمام اسلامی نظام اور اسلامی اخلاق ایسی قدیم اور وراثتی عادات ہیں جو آباؤاجداد سے چلی آ رہی ہے۔

سوال: اسلامی اصول اور تقالید کے درمیان فرق بیان کیجیے۔

جواب: اسلامی اصول عقل و منطق پر مبنی ہیں اور جبکہ تقالید صرف اندھی عقیدت اور متعصبانہ محرک پر قائم ہے اور اس میں غور و فکر کرنے کا کوئی عنصر شامل نہیں ہے۔

سوال: اسلامی احکامات کا دارومدار کیا تقالید پر ہے؟

جواب: اسلامی احکامات اور عقائد تقلید پر مبنی نہیں ہیں کیونکہ عقیدہ عقل اور منطق کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے جبکہ اسلامی احکامات دنیاوی اور اخروی مطالعہ کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔

سوال: کون سے لوگ بہت زیادہ خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں؟

جواب: وہ لوگ جو اسلام کے نظام اور احکام کو روایات اور رسوم کا نام دیتے ہیں وہ لوگ بہت زیادہ خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

سوال: اسلامی احکامات کو تقالید اسلامیہ کہنے کا کیا مقصد ہے؟

جواب: اس کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی احکام و قوانین کے بڑے حصے پر تقالید کا لیبل لگا دیا جائے جب ایک زمانہ گزر جائے گا اور لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات پختہ ہو جائے گی کہ اسلامی احکامات تقالید کی حیثیت رکھتے ہیں تو وہ بھول جائیں گے کہ یہ نظام در حقیقت وہ قوانین ہیں جو عقل سلیم اور آزاد تحقیق پر قائم ہیں پھر اسلام کے دشمنوں پر یہ بات آسان ہو جائے گی کہ وہ اسلام کے اس نقطہ سے حملہ کریں جس سے ان کے ہتھیار آر پار ہو جائیں۔

سوال: اصول کسے کہتے ہیں؟

جواب: اصول وہ ہوتا ہے جو عقل و فکر کی بنیاد پر قائم ہو اور اس سے معین مقصد تک پہنچنا ممکن ہو جائے؟

سوال: بشری اصول میں کیا فرق ہے؟

جواب: بشری اصول انسانوں کے افکار میں کمی کی وجہ سے کبھی درستگی سے چوک جاتے ہیں۔

سوال: اگر اسلام کے احکامات پر روایات کا پردہ ڈال دیا جائے تو کیا چیز لازم آئے گی؟

جواب: اسلام کے احکامات جیسے نکاح، طلاق، عورت کا پردہ کرنا، عورت کی عزت کی حفاظت اور اچھے اخلاق کو وغیرہ پر روایات کا پردہ ڈال دیا جائے تو پھر ایسے لوگ سامنے آئیں گے جو ان کو ترک کرنے کا حکم دیں گے خصوصی طور پر اس زمانے میں جب فکر اور رائے کی آزادی کو غلبہ حاصل ہو گیا ہو۔

سوال: اسلام میں روایات کا کیا حکم ہے؟

جواب: اسلام کے حقیقت یہ ہے کہ اس میں روایات موجود نہیں ہیں یہ ایسا دین ہے جو عقل کو تقلید سے آزادی دینے کے لیے آیا ہے۔

سوال: رسم ورواج کی تعریف کریں۔

جواب: رسم و رواج وہ معاشرتی تیز بہاؤ ہے جس میں انسان خود بخود اپنے نزدیک فقط تقلید اور نقالی کے محرکات سے بہے جاتے ہیں۔

سوال: مبادی کسے کہتے ہیں؟

جواب: مبادی (اصول) وہ لکیر ہے جس کے ذریعے زمانے کی ترقی کو کنٹرول کیا جائے

سوال: تقالید معاشرے میں کیسے وقوع پذیر ہوتی ہیں؟

جواب: تقالید یہ وہ طفیلات کا مجموعہ ہیں جو معاشرے کے فکری میدانوں میں خود بخود اگ جاتی ہیں یہ وہ نقصان دہ بوٹیاں ہیں جن کو اکھاڑ دینا اور فکر سلیم کے راستے کو اس سے پاک کرنا ضروری ہے۔

الایذاء

(اذیتوں کا سامنا)

سوال: اعلانیہ دعوت کے بعد جو رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں دی گئیں تفصیلا بیان کریں۔

جواب: اعلانیہ دعوت کے بعد قریش کی نبی پاک ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دشمنی شدید ہو گئی پس انہوں نے نبی پاک ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بہت زیادہ اذیتیں پہنچائیں۔

ہم ان میں سے تین واقعات ذکر کرتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاص سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ حجر اسماعیل میں نماز ادا فرما رہے تھے حضور ﷺ کے سامنے اچانک عقبہ بن ابو معیط بد بخت آیا اس نے رسول اللہ ﷺ کے گلے مبارک میں چادر ڈالی اور حضور ﷺ کے گلے کو بہت زیادہ گھونٹ دیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کو کندھوں سے پکڑ کر حضور نبی پاک ﷺ سے دور کر دیا اور فرمایا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سجدے کی حالت میں تھے اور حضور ﷺ کے ارد گرد قریش کے لوگ تھے عقبہ بن ابو معیط اونٹ کی اوجھری لے کر آیا اور اسے حضور نبی پاک ﷺ کی مبارک پیٹھ پر ڈال دیا پس

آپ ﷺ اپنا سر مبارک نہ اٹھا سکے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں انہوں نے آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک سے اسے اتارا اور اس طرح کرنے والے کے خلاف دُعا کی۔

اسی طرح علامہ طبری اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مکہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے تو ان میں سے کسی ایک شخص نے مٹی کی ایک مٹھی آپ ﷺ کے سر اقدس پر ڈال دی پھر حضور اقدس ﷺ اسی حال میں گھر لوٹے کہ آپ کے سر مبارک پر مٹی تھی پس حضور ﷺ کی ایک بیٹی کھڑی ہوئی اور آپ کے سر اقدس سے مٹی جھاڑی اور ساتھ میں رونے لگی تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا اے بیٹی! نہ رو! بے شک اللہ تعالیٰ تیرے والد کی حفاظت کرنے والا ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے اعلانیہ دعوت کے بعد کیسی تکالیف برداشت کی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے بھی آپ کی طرح کئی مشکلات کو برداشت کیا طرح طرح کی تکالیف و عذابات کے گھونٹ پیے یہاں تک کہ کچھ صحابہ انہی مشکلات کے سبب فوت ہو گئے کچھ آنکھوں کی نعمت سے محروم ہو گئے۔

سوال: نماز کی حالت میں کس بد بخت نے آپ ﷺ پر اوجھڑی پھینکی تھی؟

جواب: عقبہ بن معیط۔

سوال: حضور ﷺ کی پیٹھ سے کس نے اوجھڑی کو ہٹایا؟

جواب: حضور ﷺ کی پیٹھ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے اوجھری کو ہٹایا۔

سوال: کفار کی طرف سے تکالیف ملنے پر کس صحابی نے حضور ﷺ سے شکایت کی اور دُعا کی؟

جواب: امام بخاری حضرت خباب بن الارت سے روایت کرتے ہیں فرمایا میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور ﷺ کعبہ کے سائے میں ایک چادر اوڑھے تشریف فرما تھے میں نے عرض کی ہمیں مشرکین سے بہت زیادہ تکالیف برداشت کرنی پڑ رہی ہیں ہمارے لیے رب تعالیٰ سے دعا کریں، تو نبی کریم ﷺ سیدھے تشریف فرما ہو کر بیٹھ گئے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا فرمایا تم سے پہلے لوگوں کے جسموں پر کنگیاں

پھیری جاتیں جس سے ان کی ہڈیوں سے گوشت جدا ہو جاتا لیکن یہ تکالیف ان کو دین سے نہ ہٹا سکیں اللہ تعالی اس دین کو کامل فرمادے گا یہاں تک کہ صنعاء سے حضر موت تک ایک شخص سفر کرے گا اس کو کسی کا خوف نہ ہو گا۔

سوال: جب نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم حق پر تھے تو رب تعالی نے انہیں اتنی تکالیف سے کیوں نہ بچایا؟

جواب: کہ یہ تو سب حق پر تھے تو پھر مشکلات کا سامنا کیوں کرنا پڑا علامہ سعید رمضان البوطی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں اس دنیا میں انسان کی پہلی صفت مکلف ہونا ہے یعنی اللہ کی طرف سے اس راہ میں جو بھی مشکلات و مصائب اور آزمائشیں آئیں ان کو برداشت کرنے کا مکلف بننا ہے اور دعوت الی الاسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے جہاد کرنا اللہ کی طرف سے ہر مسلمان پر لازم ہے اور اللہ تعالی کی بندگی کرنا عبودیت کے متعلقات میں سے ایک اہم رکن ہے۔

سوال: عبودیت کو کیا چیز لازم ہے؟

جواب: اسلام کی طرف دعوت دینا اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے جہاد کرنا ہر مسلمان پر اللہ کی راہ میں جو تکالیف آئیں ان کو برداشت کرنا۔

سوال: اللہ کے بندوں پر اس دنیا میں اللہ کی طرف سے کون سے دو امور لازم ہیں؟

جواب: دنیا میں اللہ کے بندوں پر دو امور لازم و ضروری ہیں۔

1۔ اسلام کو مضبوطی سے تھامنا اور صحیح اسلامی معاشرہ قائم کرنا

2۔ اللہ تعالی کی طرف جانے والے مشکل راستوں پر چلنا اس راستے میں ہر خطرے میں داخل ہو جانا اور اس راستے تک پہنچنے کے لیے جان و مال خرچ کر دینا۔

سوال: اللہ پاک نے ایمان لانے کے بعد ہمارے لیے اسلامی معاشرہ آسان کیوں نہیں بنایا؟

جواب: اس لیے کہ اللہ کے راستے پر چلنے والے سالک کی عبودیت میں کچھ بھی اس کا

حتی کہ انبیاء کرام اور اولیاء کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا ہے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو طرح طرح کی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔

سوال: کیا یہ سزائیں اور رکاوٹیں سالک اور مجاہد کو منزل مقصود تک پہنچنے سے روک سکتی ہیں؟

جواب: یہ سزائیں اور رکاوٹیں ایسی نہ تھیں جو سالک اور مجاہد کو منزل مقصود تک پہنچنے سے روک دیں بلکہ وہ اپنی تکالیف کے باوجود محو سفر رہے، یہ راستہ جس کا اللہ پاک نے مسلمانوں کو مکلف کیا ہے اس میں جتنی زیادہ مشکلات آتی ہیں مسلمان اپنی منزل کے اتنے ہی قریب ہوتے جاتے ہیں۔

سوال: مشقتوں اور تکالیف کے مقابلے میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: کسی مسلمان کے لیے ناامیدی کا شکار نہ ہونا چاہیے اس راستے میں اسے مشقت اور تکالیف کا سامنا ہی کیوں نہ کرنا پڑے، تو مسلمانوں کو چاہیے جب بھی وہ اپنے رب کے حکم کو ثابت کرنے کی کوشش میں جتنی زیادہ تکالیف و مصائب برداشت کریں وہ ایک دوسرے کو مدد کی خوشخبری دیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نازل ہو گی۔

سوال: جو لوگ اسلامی طبیعت سے واقف ہیں جو تکالیف اور مصائب آتی ہیں وہ گمان کرتے ہیں انسان کو اس کی منزل دور کرنے کے لیے آتی ہیں اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: ان لوگوں کو اللہ پاک نے اس طرح جواب دیا: سن لو! اللہ کی مدد قریب ہے۔ اور اس کا جواب حضرت خباب بن الارت کے واقعے سے بھی ملتا ہے۔

سوال: حضور ﷺ نے ابتدائے اسلام میں کن شہروں کے فتح ہونے کی خبر دی؟

جواب: حضور ﷺ نے فارس اور روم کے شہروں کے فتح ہونے کی خبر دی۔

سوال: فارس اور روم کب فتح ہوئے؟

جواب: فارس اور روم نبی کریم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد فتح ہوئے لیکن اس کی خبر آپ ﷺ نے پہلے ہی عطا فرمادی تھی جس وقت تھوڑے ہی لوگ ایمان لائے تھے۔

سیاسۃ المفاوضات

(معاہدے کی کوششیں)

سوال: قریش کا کون سا سردار حضور ﷺ کے پاس صلح کے حوالے سے گفتگو کرنے آیا؟

جواب: ابن ہشام نے ابن اسحاق سے روایت کیا کہ عتبہ بن ربیعہ جو اپنی قوم کا سردار اور صاحب بصیرت شخص تھا اس نے ایک مرتبہ قریش کی مجلس میں کہا اے گروہ قریش! آپ لوگوں کی کیا رائے ہے اگر میں محمد کے پاس جاؤں ان سے کچھ بات چیت کروں اور ان پر کچھ تجاویز پیش کروں، شاید وہ ان میں بعض کو قبول کرلیں پس ہم ان کو وہ دے دیں گے جو وہ چاہیں گے تاکہ وہ ہم سے مخالفت سے رک جائیں انہوں نے کہا: اے ابو ولید! کیوں نہیں! تم جاؤ اور ان سے بات چیت کرو۔ پس عتبہ آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے! یہ کام جو تم نے شروع کیا ہے اگر تم اس کے ذریعے مال و دولت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم سب جمع ہو کر تمہیں اتنا مال دیں گے کہ تم ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گے اور اگر تم اس سے شرف اور بزرگی چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیتے ہیں حتی کہ ہم کوئی کام تمہارے بغیر نہیں کریں گے اور اگر تم بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں اور اگر تم پر کوئی جن وغیرہ کا سایہ ہے اور سمجھتے ہو کہ تم اسے اپنے آپ سے دور نہیں کر سکتے تو ہم تمہارے لیے طبیب بلاتے ہیں اور تمہارے صحت یاب ہونے تک اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ پس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا: اے ابو ولید! آپ نے جو کہنا تھا کہہ لیا؟ اس نے کہا جی ہاں۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سنو اور فرمایا: حٰمٓ ﴿1﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿2﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿3﴾ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿4﴾ پھر آپ نے اسی طرح تلاوت جاری رکھی اور عتبہ یوں ہی

سنارہا یہاں تک کہ آپ اللہ تعالی کے اس قول "فان اعرضوا فقل انذرتکم صعقۃ مثل صعقۃ عاد وثمود" تک پہنچے۔ بس عتبہ نے آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ کر آپ کو روک دیا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا کہ آپ اپنی قرات روک دیں۔ جس وعید کو یہ آیات متضمن تھیں ان سے خوف کرتے ہوئے اس نے ایسی حرکت کی۔ پھر عتبہ اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹا پس جب وہ ان کے درمیان بیٹھا انہوں نے کہا: اے ابو ولید! کیا طے پایا؟ اس نے کہا خدا کی قسم! میں نے ایسی بات سنی ہے جس کی مثل پہلے میں نے کبھی نہیں سنی نہ ہی وہ شعر ہیں نہ وہ جادو ہے اور نہ ہی وہ کہانت ہے اے گروہ قریش! میری بات مانو اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو جس پر وہ ہے پس تم اس سے جدا ہو جاؤ پس خدا کی قسم! اس کا جو کلام میں سن کر آیا ہوں وہ بہت بڑی خبر ہے پس اگر عرب کو کچھ پہنچے تو وہی تمہارے بغیر ان کو کافی ہے اور اگر وہ عرب پر غالب آگئے تو اس کی بادشاہت تمہاری بادشاہت ہے اور اس کی عزت تمہاری عزت ہے۔

گروہ قریش نے کہا: اے ابو ولید! خدا کی قسم! اس نے اپنی زبان سے تم پر جادو کر دیا ہے۔ عتبہ نے کہا میری اس بارے میں یہی رائے ہے پس آگے تمہیں جو بہتر لگے۔

سوال: ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور ان کے ساتھ کفار کی جماعت نے نبی کریم ﷺ سے کیا گفتگو کی؟ نیز نبی کریم ﷺ نے ان کو کیا جواب دیا؟

جواب: ابن کثیر اور طبری نے روایت کیا کہ مشرکین کا ایک گروہ جس میں ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل تھے وہ آپ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پیشکش کی کہ وہ آپ کو اتنا مال دیں گے آپ ان سب میں سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے اور اپنی حسین و جمیل لڑکیوں سے آپ کی شادی کروا دیں گے اس شرط پر کہ آپ ﷺ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں اور ان کے رسم و رواج کی بے وقوفی بیان کرنا چھوڑ دیں، پس جب آپ ﷺ نے اس سے انکار کر دیا اور اس دعوت حق پر ڈٹے رہے جس کے ساتھ آپ مبعوث کیے گئے تھے تو انہوں نے کہا: ایک دن آپ ﷺ ہمارے

خداؤں کی پوجا کیا کریں اور ایک دن ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس سے بھی نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انکار کر دیا۔

سوال: سورۃ کافرون کے نزول کا سبب کیا تھا؟

جواب: اس کا سبب یہ تھا کہ قریش والوں نے کہا تھا کہ آپ ایک دن ہمارے معبودوں کی عبادت کر لیں اور ہم ایک دن آپ کے معبود کی عبادت کر لیتے ہیں۔

سوال: صلح کے تعلق سے قریش کی پیشکش کے بارے میں حضور نے کیا جواب دیا؟

جواب: حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا اور نہ ہی اپنے رب سے یہ دعا کروں گا یوں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان تمام باتوں کا انکار کر لیا۔

سوال: قریش نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کیا کہا کہ آپ کو کون سا شخص تعلیم دیتا ہے؟

جواب: قریش نے کہا ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یمامہ میں رہنے والا رحمن نامی شخص تعلیم دیتا ہے اور ہم کسی بھی صورت میں اس رحمن نامی آدمی پر ایمان نہیں لائیں گے خدا کی قسم: ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ آپ ہو جائیں یا ہمیں ہلاک کر دیں تو سب اٹھے اور واپس چلے گئے۔

سوال: قریش نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کی تصدیق کرنے کے لیے کیا کیا مطالبات پیش خدمت کیے؟

جواب: قریش نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کی آپ یہ بات جانتے ہیں کہ ہمارے لوگوں پر یہ شہر بہت تنگ ہے اور پانی بہت قلیل ہے اور یہاں بہت ہی سخت زندگی ہے تو جس رب نے آپ کو مبعوث کیا تو اس سے ہمارے لیے دعا کریں کہ وہ ہم سے ان پہاڑوں کو دور ہٹا دے جنہوں نے ہم پر تنگی کر رکھی ہے اور ہمارے لیے شام و عراق کی نہروں کی طرح نہریں جاری کر دے اور ہمارے لیے ہمارے گزرے ہوئے آبا کو اٹھا دے یعنی ان کو دوبارہ زندہ کر دے خاص طور پر قصی بن کلاب کو ہمارے لیے ضرور زندہ کرے کیونکہ وہ سچے بزرگ تھے تو ہم ان سے اس بارے میں پوچھیں گے جو تم کہتے ہو کیا یہ حق

ہے یا باطل ہے آپ اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ آپ کو باغات اور محلات اور سونے اور چاندی کے خزانے دے دے تاکہ آپ اس سے بہترین زندگی گزار سکیں اگر آپ نے یہ سب کر دیا جس کا ہم نے آپ سے سوال کیا تو ہم آپ کی تصدیق کریں گے اور ہم آپ کے رب کے ہاں آپ کے رتبے کو پہچان لیں گے کہ اس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے قریش کا مطالبہ سن کر ان کو کیا جواب دیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ایسا نہ کروں گا اور نہ ہی اس بارے میں اپنے رب سے سوال کروں گا۔

سوال: اسلام کے دشمن یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بادشاہت اور سرداری و مالداری کی وجہ نبوت کا دعوی کیا اس کا جواب کیا ہے؟

جواب: یہ تمام احتمالات وہ وسائل ہیں جس کے ساتھ دشمنان اسلام اور پیشہ ور فکری یلغار والے لمبے چوڑے کلام کرتے ہیں لیکن اللہ پاک نے اپنے رسول کی زندگی مبارکہ کے لیے ایسے اسرار تیار کیے ہیں جو ہر احتمال کی جڑ کاٹ دیتے ہیں اور ہر قسم کے وسوسوں کا راستہ روک لیتے ہیں اور وہ اسرار ان فکری یلغار والوں کو ان کی فکری جنگ میں حیران و پریشان چھوڑ دیتے ہیں۔

سوال: قریش نے نبی کریم ﷺ سے جو مذاکرات کیے اس میں کیا حکمت عملی تھی کیا مشیت بھی یہی چاہتی تھی؟

جواب: قریش نبی کریم ﷺ کی دعوت فطرت اور رسالت کے مقاصد کے بارے میں اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ ان کی پیش کردہ کسی لالچ کو نہ مانیں گے لیکن رب تعالی کی ذات یہی چاہتی تھی۔

سوال: فان فلوٹن اور کریمر کا دین کے خلاف فکری یلغار کرنے میں کیا کردار ہے؟

جواب: فان فلوٹن اور کریمر نے دین کے خلاف فکری یلغار کرنے میں بہت زیادہ غور و فکر کیا لیکن اس تشکیک اور فکری یلغار کی مہم ادا کرنے کے لیے انہیں کوئی راستہ نہ ملا پھر انہوں نے حقیقت سے آنکھیں بند کرلیں اور یہ گمان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی اس دعوت میں مقاصد صرف اور صرف بادشاہت اور سرداری میں رغبت تھی لیکن ان کو حقائق نے کئی قدم پیچھے کی طرف پھینک دیا۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی کیسی تھی اور اس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں جب نبی پاک ﷺ کا ظاہری وصال مبارک ہوا تو میرے طاق میں انسانوں کے کھانے کا کچھ بھی نہ تھا سوائے ایک مٹھی جو کے جسے میں نے کچھ عرصہ تک کھایا اسی طرح نبی کریم ﷺ اپنے لباس اور گھر کے سامان میں بھی بہت ہی سادہ تھے حضور اپنے پہلو میں کھجور کی چٹائی کو ترجیح دیتے تھے اور حضور ﷺ نے کبھی نرم بستر پر آرام نہیں فرمایا۔

سوال: جب ازواج مطہرات نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں فاقہ کشی اور لباس اور اپنی زینت و نفقہ میں زیادتی کا مطالبہ کیا تو حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: جب ازواج مطہرات نے یہ معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا تو نبی پاک ﷺ نے ناراضی سے اپنے سر مبارک کو جھکا لیا اور کوئی جواب نہ دیا تو پھر اللہ پاک نے آپ پر آیات کو اتارا تو حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا چاہے تو وہ اپ کے ساتھ اسی حالت میں زندگی گزارنے کو قبول کرلیں اگر پھر وہ مال و زینت اور نفقہ کی زیادتی پر ڈٹی رہیں تو اس صورت میں آپ ﷺ ان کو اچھے طریقے سے رخصت کردیں تو پس تمام ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کے ساتھ اسی مبارک حالت میں رہنے کو ترجیح دی۔

سوال: کیا مقصد کے حصول کے لیے وسیلہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے صرف وہی راستہ اختیار کرنا جائز ہے جس کی رب تعالیٰ نے اجازت دی اس کے علاوہ کسی راستہ یا وسیلہ کو اختیار کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے قریش کی پیش کردہ بادشاہت اور سرداری کو قبول کر کے دین اسلام کو پھیلانے کا ذریعہ کیوں نہیں بنایا؟

جواب: حکمت اور تدبیر کے تحت اس بات کا تصور کیا جاتا ہے اگر بالفرض رسول اللہ ﷺ قریش کی پیش کردہ بادشاہت یا سرداری کو قبول کر لیتے اور اپنے دل میں یہ ارادہ کر لیتے کہ بادشاہت یا سرداری کو بعد میں دین اسلام پھیلانے کا ذریعہ بنائیں گے کیونکہ یہ طریقہ بذات خود دعوت کے قوانین کے منافی ہے اگر اس طرح کے طریقے کو کامل سیاست اور حکمت کے انواع میں سے ایک نوع قرار دیا جائے تو پھر صریح سچے کے صدق اور جھوٹے مکار کے جھوٹ میں فرق نہیں مٹ سکتا اور اسی طرح سچے داعیان اور شعبدہ باز دجال اسی حکمت و سیاست کے نام پر ایک ہی وسیع وعریض راستے میں مل جائیں گے۔

سوال: وسیلہ اور مقصد دونوں میں دین کا فلسفہ کس پر قائم ہے؟

جواب: اس دین کا فلسفہ وسیلہ اور مقصد میں سے تمام میں صدق وشرف کے ستونوں پر قائم ہے جس طرح مقصد صرف صدق وشرف اور کلمہ حق کے بغیر قائم نہیں ہو سکتا اسی طرح اس مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ بھی صدق وشرف اور کلمہ کی بنیاد پر چلے بغیر قائم نہیں ہو سکتا۔

سوال: دعوت اسلام دینے والوں کو اپنے حالات و معاملات کے بڑے حصے میں کس کی طرف ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: دعوت اسلام اسلام دینے والوں کو اپنے حالات و معاملات کے بڑے حصے میں جہاد اور قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

سوال: دعوت دین میں حکمت عملی کو کیوں مشروع کیا گیا؟

جواب: دعوت دین میں حکمت عملی کو اس لیے مشروع کیا کہ اس راستے پر چلنے کے لیے ایسے ذرائع اختیار کیے جائیں جو لوگوں کی عقلوں اور فکروں کے زیادہ قریب ہوں اس بات کا مطلب یہ ہے کہ جب حالات خراب ہوں اور دعوت کے راستے کے سامنے دشمن اور ناساز گار رکاوٹیں کھڑی ہوں تو اس وقت حکمت عملی یہ ہے کہ وہ جان ومال کی قربانی دیتے اور جہاد کے لیے ساز وسامان تیار کرتے۔

سوال: حکمت کی تعریف کریں۔

جواب: حکمت یہ ہے کہ شے کو اس کی جگہ میں رکھا جائے یعنی جس وقت جس شے کی ضرورت ہو اسے بروئے کار لایا جائے۔

سوال: حضور ﷺ سے سرداران نے قریش نے دین اسلام کے بارے میں کیا گفتگو کی اور دوران گفتگو کون سے صحابی آئے اور کیا سوال کیا؟

جواب: ایک مرتبہ بعض سرداران قریش نے اسلام کی سمجھ حاصل کرنے کی طرف توجہ کا اشارہ کیا تو نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور جو حقائق اسلام کے بارے میں پوچھ رہے تھے حضور نبی پاک ﷺ ان کو اچھی طرح وضاحت کے ساتھ بیان فرما رہے تھے اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم پاس سے گزرے اور وہ ان کی باتیں سننے کے لیے رک گئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تو سرداران قریش کی ہدایت کی خواہش کی وجہ سے حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے سوال سے اعراض فرمایا اس امید پر اس کے سوال کا جواب بعد میں بھی دیا جاسکتا ہے۔

سوال: قریش نے جو حضور نبی پاک ﷺ سے مطالبات کیے تو رب تعالی نے ان کو پورا کیوں نہیں کیا؟

جواب: قریش کے ان مطالبات کو پورا نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالی ازل سے جانتا تھا کہ قریش کی یہ مطالبہ کفر وعناد اور نبی پاک ﷺ سے مذاق کے طور پر تھے اگر اللہ

تعالیٰ نے ان میں صدق طلب اور حسن نیت اور ان کو نبی پاک ﷺ کے صادق ہونے پر واقعی کوشش کرتے ہوئے پایا ہوتا تو ضرور ان کے لیے یہ تمام مطالبات حق اور سچ فرما دیتا۔

الحصار الاقتصادی

(سوشل بائیکاٹ)

سوال: مصالحتی کوششوں سے عاجز آنے کے بعد قریش نے قبیلہ بنو ہاشم سے حضور ﷺ کے متعلق کیا مطالبہ کیا تھا؟

جواب: مصالحتی کوششوں سے عاجز آنے کے بعد کفار قریش رسول اللہ ﷺ کے قتل پر جمع ہو گئے اس بارے میں انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ حضور ﷺ کو ان کے سپرد کر دیں لیکن انہوں نے نبی پاک ﷺ کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا جب کفار قریش قتل سے عاجز آ گئے تو وہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان اور بنو مطلب اور بنو ہاشم میں سے جو آپ کی حمایت میں کھڑے ہوئے سب سے بائیکاٹ کرنے پر جمع ہو گئے۔

سوال: قریش نے جو تحریری معاہدہ پاس کیا تو اس میں کیا لکھا ہوا تھا؟

جواب: اس تحریری معاہدہ میں درج ذیل چیزیں شامل تھیں:

کوئی شخص ان سے نکاح نہیں کرے گا نہ کوئی ان سے خرید و فروخت کرے گا نہ ہی ان کے لیے کوئی ایسا سبب چھوڑا جائے گا جس کے ذریعے وہ رزق تک پہنچے اور نہ ہی ان کی صلح قبول کی جائے گی اور نہ ہی ان پر کسی قسم کا کوئی رحم کیا جائے گا جب تک بنو مطلب رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہ کر دیں۔

سوال: کفار قریش نے یہ معاہدہ کہاں رکھا اور یہ معاہدہ کتنے عرصے تک جاری رہا؟

جواب: کفار قریش نے یہ معاہدہ کعبۃ اللہ کے درمیان لٹکا دیا کفار قریش تین سال تک

اسی معاہدے پر کار بند رہے یہ معاہدہ بعثت کے ساتویں سال کے محرم سے لے کر بعثت کے دسویں سال تک چلتا رہا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ معاہدہ فقط دو سال تک جاری رہا۔

سوال: یہ معاہدہ کب لکھا گیا؟

جواب: موسیٰ بن عقبہ کی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ معاہدہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حبشہ کی طرف ہجرت کے حکم سے پہلے لکھا گیا اور ابن اسحاق کی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ معاہدہ حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد اور صحابہ کرام کے حبشہ کی طرف ہجرت کے بعد لکھا گیا۔

سوال: نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو کہاں محصور کیا گیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا۔

سوال: شعب ابی طالب میں مسلمانوں نے دن رات کیسے گزارے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے تین سال تک بہت زیادہ مشقتیں برداشت کیں انہوں نے درختوں کے جھڑے ہوئے پتے کھائے۔ سہیلی نے ذکر کیا مکہ میں جب کوئی تجارتی قافلہ آتا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کوئی بازار میں کھانے کے لیے کچھ خریدنے آتا تاکہ وہ اسے اپنے گھر والوں کے لیے کھانا بنائے تو ابو لہب کھڑا ہوتا اور کہتا اے گروہ تجار حضور کے اصحاب پر غلہ مہنگا کر دو تاکہ یہ لوگ تم سے کچھ بھی نہ لے سکیں۔

سوال: کیا شعب ابی طالب میں مسلمانوں کے ساتھ کفار بھی محصور تھے؟

جواب: جی ہاں! مسلمانوں کے ساتھ کفار بھی اس گھاٹی میں محصور تھے، مسلمان تو دین اسلام کو اختیار کرنے کی وجہ سے محصور تھے جبکہ کفار خاندانی حمیت کی وجہ سے محصور تھے سوائے ابو طالب کے۔

سوال: کفار قریش کا تحریری معاہدہ کیسے ختم ہوا؟

جواب: جب اس بائیکاٹ کو ابتدا سے تین سال مکمل ہوئے تو بنو قصی کی قوم نے کفار

قریش کو ملامت کیا اور وہ لوگ اس معاہدے کو توڑنے پر جمع ہوئے کہ کفار قریش اس معاہدے کو ختم کر دیں، ادھر اللہ نے اس لکھے ہوئے معاہدے کی دستاویز پر دیمک کو مسلط کر دیا، پس وہ معاہدہ کے ایک بڑے حصے کو کھا گئی یہاں تک کہ اس نے سوائے ان کلمات کے جس میں اللہ تعالی کا ذکر تھا کچھ نہ چھوڑا بالکل وہ محفوظ تھا، پس آپ نے اس بارے میں اپنے چچا ابو طالب کو خبر دی ابو طالب نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ کے رب نے آپ کو اس بارے میں خبر دی ہے حضور نے فرمایا جی ہاں پس ابو طالب اپنی قوم کے گروہ میں سے کفار قریش کے پاس گئے اور ابو طالب نے ان سے وہ معاہدہ طلب کیا ان کو وہم دلاتے ہوئے کہ آپ ان کی شرطوں پر پورے اتریں گے پس وہ لوگ اس معاہدے کو لے آئے اور وہ لپٹا ہوا تھا۔ ابو طالب نے کہا: بے شک میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی جس نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا کہ بے شک اللہ تعالی نے تمہارے اس معاہدے پر دیمک مسلط کر دی ہے اس میں جو کچھ ظلم اور قطع رحمی کی باتیں تھیں وہ سب دیمک کھا گئی۔

سوال: کون سے قریش کے مشرک سرداروں نے اس معاہدے کو سب سے پہلے توڑا؟

جواب: قریش کے پانچ سردار اس معاہدے کو توڑنے اور اس بائیکاٹ کو ختم کرنے کے لیے چلے وہ پانچ سردار یہ ہیں:

(1)۔ ہشام بن عمرو بن الحارث

(2)۔ زہیر بن امیہ

(3)۔ مطعم بن عدی

(4)۔ ابو البختری بن ہشام

(5)۔ زمعہ بن الاسود۔

سوال: سوشل بائیکاٹ کا معاہدہ سب سے پہلے توڑنے کی کوشش کرنے والا کون تھا؟ اور اس نے لوگوں سے متوجہ ہو کر کیا کہا؟

جواب: زہیر بن امیہ اس معاہدے کو توڑنے کی کوشش کرنے والا پہلا شخص تھا، وہ کعبہ

معظمہ میں لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے مکہ والوں! کیا ہم کھانا نہیں کھاتے اور کیا ہم کپڑے نہیں پہنتے، پس بنو ہاشم اور بنو مطلب ہلاک ہونے والے ہیں کیونکہ نہ وہ کچھ بیچ سکتے ہیں اور نہ ہی خرید سکتے ہیں خدا کی قسم میں اس ظالم مقاطع اور معاہدے کو پھاڑے بغیر نہیں بیٹھوں گا۔

سوال: بنوہاشم، بنو مطلب اور ان کے ساتھ جو مسلمان تھے ان کو گھر جانے کا کس نے کہا؟

جواب: مطعم بن عدی نے اس معاہدے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر یہ پانچوں سردار اور ان کے ساتھ ایک جماعت بنوہاشم اور بنو مطلب اور ان کے ساتھ جو مسلمان تھے ان کے پاس گئی اور ان کو گھروں کو جانے کا کہا۔

سوال: مشرکین نے مسلمانوں کے ساتھ ان تکالیف کو کس لیے برداشت کیا؟

جواب: بنوہاشم اور بنو مطلب کے مشرکین بھی مسلمانوں کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرنے میں شریک تھے اور وہ رسول اللہ کو اکیلا چھوڑنے پر راضی نہ تھے۔ کیونکہ مشرکین آپ کی حمایت صرف قرابت داری اور رشتہ داری کی وجہ سے کرتے تھے اور اس وجہ سے جو بھی تکالیف ملیں مشرکین نے برداشت کیں۔

سوال: اسلام کے خلاف فاسد گمان کرنے والے صحابہ کے ایمان پر کیا دلیلیں دیتے ہیں؟

جواب: اس بارے میں وہ دو دلیلیں دیتے ہیں:

اول: مکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی پہلی جماعت جن میں اکثر غرباء، غلام اور مظلوم شامل تھے کہ وہ محمد ﷺ کی اتباع کر کے اپنے دلوں کو اپنی تکالیف اور غموں سے سکون دینا چاہتے تھے،

دوم: غریب صحابہ اس مشقت میں تھوڑا عرصہ بھی نہ ٹھہرے کہ ان پر دنیا کے آفاق کھل گئے، وہ کثیر مال و دولت والے ہو گئے اور یہی بات دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد اسی مال و دولت کو پانا تھا۔

سوال: مصنف علیہ الرحمۃ نے فاسد گمان کرنے والوں کی دلیل کا کیسے رد کیا؟

جواب: مصنف فرماتے ہیں جب تو ان کی دلیلوں میں غور کرے جنہیں وہ تصور کرتے ہیں تو تو یہ بات جان جائے گا کہ ان فاسد گمان کرنے والوں کی عقلوں اور فکری منہج میں وہم وخیال کا کتنا حصہ ہے؟ یعنی یہ سارا وہم وخیال ہی ہے یہ بات درست ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی اسی پہلی جماعت کے اکثر لوگ غرباء اور غلام تھے لیکن اس حقیقت اور ان کے وہم کے درمیان کوئی علاقہ یا نسبت نہیں ہے۔

سوال: قادسیہ لشکر کس نے تیار کروایا اور اس کے سپہ سالار کون تھے؟

جواب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قادسیہ لشکر تیار کروایا اور اس کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاص کو مقرر کیا۔

سوال: قادسیہ کی جنگ میں فتح کے بعد ربعی بن عامر نے رستم کے محل میں داخل ہو کر کیا کیا اور رستم نے اس سے کیا کہا؟

جواب: حضرت ربعی بن عامر رستم کے خیمہ میں داخل ہوئے اور اس کی مالداری پر نفرت کا اظہار کیا اور وہاں پڑے قالینوں اور تکیوں کو پہچان لیا اور فرمایا اگر تم اسلام میں داخل ہو جاؤ تو ہم تمہاری زمین اور تمہارے مال تمہارے لیے چھوڑ دیں گے

سوال: اللہ تعالی نے مسلمانوں کو تمام دنیاوی چیزوں کے ساتھ عزت کس وجہ سے بخشی؟

جواب: اللہ تعالی نے مسلمانوں کو تمام دنیاوی چیزوں کی عزت اس وجہ سے بخشی کہ ان کی فکریں اور سوچیں اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کی طرف تھیں ان دنیاوی چیزوں کی فکریں مسلمانوں کو نہ تھیں اگر بالفرض وہ اپنے جہاد سے ان بنیادی چیزوں کو ہدف بنا لیتے تو کبھی بھی ان میں سے کسی شے تک نہ پہنچتے۔

سوال: کیا ہر عقل مند قانون الہی کو سمجھتا ہے اور اس کے لیے شرط کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! ہر عقل مند انسان اس قانون الہی کو سمجھ سکتا ہے مگر ایک شرط ہے کہ وہ صاحب عقل ہر قسم کی غرض اور رغبت کی غلامیوں سے آزاد ہو۔

اوّل ہجرۃ فی الاسلام

(اسلام کی سب سے پہلی ہجرت)

سوال: اسلام میں پہلی ہجرت کس سبب سے کی گئی؟

جواب: جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ان کے اصحاب کو بہت زیادہ آزمائشیں پہنچ رہی ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ بھی قادر نہیں ہیں کہ آپ ان کی مدد کر سکیں اور صحابہ کرام سے تکالیف دور کر سکیں اس وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کا حکم دیا۔

سوال: اسلام میں پہلی ہجرت کہاں کی گئی اور اس علاقے میں ہجرت کرنے کی کیا وجہ تھی؟

جواب: حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا تم حبشہ کی طرف نکل جاؤ اس لیے حبشہ کی طرف ہجرت کی اس سرزمین میں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا اور وہ صدق کی سرزمین ہے یہاں تک کہ اللہ پاک تم سے اتنی مصیبتوں کو ختم کر دے گا جس میں تم ہو۔

سوال: ہجرت حبشہ میں کتنے صحابہ کرام شریک تھے ان میں سے کچھ کے نام لکھیں؟

جواب: حبشہ کی طرف ہجرت کرنے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ 80 سے زائد اصحاب تھے ان میں سے چند یہ ہیں حضرت عثمان بن عفان، حضرت ابو حذیفہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف تھے۔

سوال: مسلمانوں کی ہجرت حبشہ پر قریش نے کیا ردعمل کیا؟

جواب: جب قریش نے مسلمانوں کو واپسی کی طرف ہجرت کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمر بن العاص کو نجاشی اور اس کے وزیروں اور

راہبوں کی طرف مختلف قسم کے کثیر تحائف دے کر بھیجا اس لیے کہ وہ ان مسلمانوں کو اپنے پڑوس میں قبول کرنے سے انکار کر دیں اور انہیں دوبارہ ان کے دشمنوں کے سپرد کر دیں۔

سوال: مسلمانوں کو حبشہ کے واپسی کے مطالبے پر نجاشی نے کفار قریش کو کیا جواب دیا؟

جواب: نجاشی نے مسلمانوں میں سے کسی ایک کو بھی ان کفار قریش کے سپرد کرنے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ وہ ان سے اس نئے دین کے بارے میں پوچھ گوچھ نہ کرے۔

سوال: نجاشی نے مسلمانوں سے کیا کہا اور حضرت جعفر بن ابی طالب نے کیا جواب دیا؟

جواب: مسلمانوں اور کفار قریش کے دونوں قاصدوں کو نجاشی کے سامنے لایا گیا تو نجاشی نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کہا یہ کون سا دین ہے جس کے لیے تم اپنی قوم سے جدا ہو چکے ہو نہ ہی تم میرے دین پر ہو اور نہ ہی کسی دوسرے ادیان میں کسی دین میں داخل ہو، حضرت جعفر نے نجاشی سے کلام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اے بادشاہ ہم ایک جاہل قوم تھے ہم بتوں کو پوجتے اور مردار کھاتے تھے ہم فحش کلامی کرتے اور رشتہ داروں سے قطع تعلق رکھتے تھے ہم میں طاقتور کمزور کو ہڑپ کر جاتا تھا ہم انہیں عادات پر تھے اللہ تعالی نے ہم میں سے ایک رسول بھیجا جس کے نسب اور صداقت اور امانت کو ہم پہلے سے جانتے تھے پس اس نے ہمیں اللہ تعالی کی طرف بلایا اس کی توحید بیان کی اور ہمیں بتوں اور پتھروں کی عبادت سے روکا جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کرتے تھے اس رسول نے ہمیں سچی بات کرنے اور امانت دینے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا اور ہمیں فحش کاموں سے روکا اسی وجہ سے ہم نے رسول ﷺ کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے جس کی وجہ سے ہماری قوم ہماری ہی دشمن ہوگئی اور ہمیں ہمارے دین کی وجہ سے تکالیف دینے لگی پس جب ہم ان کے ظلم و جبر سے تنگ آگئے تو ہم آپ کے شہروں کی طرف نکلے اور ہم نے آپ کو اختیار کیا اور آپ کے پڑوس میں رہنے کو ترجیح دی تاکہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ ہو۔

سوال: نجاشی کے دربار میں کس سورت کی تلاوت کی گئی اور کس نے تلاوت کی؟

جواب: نجاشی کے دربار میں سورۃ مریم کی حضرت جعفر بن ابی طالب نے تلاوت کی اس سورت کی تلاوت سن کر نجاشی رو پڑا یہاں تک کہ اس کی داڑھی تر ہو گئی پھر نجاشی نے کہا یہ تو وہی پیغام ہے جو حضرت عیسی لے کر آئے۔

سوال: جب نجاشی نے حضرت عیسی بن مریم کے بارے میں پوچھا تو مسلمانوں نے کیا کہا؟

جواب: حضرت جعفر بن ابی طالب نے فرمایا کہ حضرت عیسی اللہ کے بندے اس کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے پاک دامن کنواری مریم کی طرف القاء کیا تھا پس یہ بات سن کر نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا اور زمین سے ایک تنکا اٹھایا پھر کہا خدا کی قسم! آپ نے جو کہا ہے عیسی بن مریم اس سے ایک تنکا برابر بھی الگ نہیں ہیں۔

سوال: جب اہل حبشہ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے تو مسلمانوں نے کیا کیا؟

جواب: مسلمان اس خبر کے مطابق مکہ لوٹے یہاں تک کہ جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو انہیں پتہ چلا کہ اہل مکہ کے اسلام لانے کے بارے میں جو انہوں نے سنا تھا سب جھوٹ تھا۔ تو مسلمان مکہ میں چھپ کر یا کسی کی امان میں داخل ہوئے یہ تمام لوگ 33 افراد پر مشتمل تھے۔

سوال: مکہ میں امان لے کر کون سے صحابہ داخل ہوئے اور کس کی امان میں داخل ہوئے؟

جواب: حضرت عثمان بن مظعون ولید بن مغیرہ کی امان میں مکہ میں داخل ہوئے اور حضرت ابو سلمہ ابو طالب کی امان کے ساتھ مکہ داخل ہوئے۔

سوال: مسلمانوں کی حبشہ کی طرف ہجرت کے واقعے سے ہمیں کتنی رہنمائی ملتی ہیں؟

جواب: ہمیں تین رہنمائیاں ملتی ہیں:

پہلی رہنمائی: دین اسلام کو مضبوطی سے تھامنا ہر طاقت کی بنیاد ہے.

دوسری رہنمائی: شریعت محمدیہ اور شریعت عیسوی کے مابین تعلق

تیسری رہنمائی: مسلمان غیر مسلموں کی حمایت میں داخل ہو سکتے ہیں۔

کیا دین اسلام کو مضبوطی سے تھامنا ہر طاقت کی بنیاد ہے؟

سوال: کیا دین اسلام کو مضبوطی سے تھامنا اور اس کی بنیادوں کو قائم کرنا ہر
جواب: جی ہاں دین اسلام کو مضبوطی سے تھامنا اور اس کی بنیادوں کو قائم کرنا ہر طاقت کی بنیاد ہے اور دین وہ باڑ ہے جو مال، زمین، آزادی اور عزت کے ہر حق کی حفاظت کرنے والا ہے اسی وجہ سے داعیان اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے واجب ہے کہ وہ اپنی ہر طرح کی توانائیاں اور طاقتیں دین کی حمایت میں صرف کر دیں جب وقت دین اسلام میں خرچ کرنے کا تقاضہ کرے تو اس میں خرچ کرنا واجب ہے۔

سوال: اگر دین اسلام مفقود یا مغلوب ہو جائے تو اس کا ازالہ کیا چیزیں نہیں کر سکتی
جواب: دین اسلام مفقود یا مغلوب ہو گیا تو اس کا ازالہ وطن، مال اور زمین نہیں کر سکتے بلکہ اس کے پیچھے پیچھے یہ تمام چیزیں بہت جلد چلی جائیں گی۔

سوال: اگر دین اسلام قوی ہو تو کیا چیزیں لوٹ آئیں گی؟
جواب: جب دین اسلام قوی ہو اور معاشرے میں اس کی بنیادیں قائم ہوں اور دلو میں اس کا عقیدہ پختہ ہو تو اس راستے میں جو مال، زمین اور وطن اور جو کچھ بھی گیا وہ لو آئے گا اور وہ پہلے سے زیادہ قوی ہو کر لوٹے گا کیونکہ دین کی بصیرت، قوت اور کرامہ کی باڑ اس کی حفاظت کر رہی ہو گی۔

سوال: مادی قوت اُمّت کے کب قابو میں رہی اور کب کمزوری کے زیادہ قریب ہوئی
جواب: جب بھی کوئی اُمّت اپنے خلق میں اور درست عقیدہ میں اور اس کے درس معاشرتی قوانین میں مضبوط ہوئی تو ان کی مادی قوت خوب ان کے قابو میں رہی۔ جب بھی وہ اپنے اخلاق میں کمزور ہوئی اور اپنے عقیدے میں مضطرب ہوئی اور اپنے نظم وضع میں گمراہ ہوئی تو ان کی مادی قوت کمزوری کے زیادہ قریب ہوئی۔

جواب: ڈاکٹر سعید رمضان فرماتے ہیں لیکن حقیقت اور واقعے میں ایسی قوم بڑی تیز سے گہرے گڑھے کی طرف جا رہی ہوتی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس قوم کے

سوال: کوئی قوم اپنے عقیدے کی درستگی میں گمراہ ہوئی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ مادی قوت میں اپنے پاؤں پر کھڑی ہوتی ہے اس کی کیا حقیقت اور وجہ ہے؟

گزرنے اور اس کی تیزی کی حرکت کا آپ احساس نہیں کرسکتے اس لیے کہ زمانہ اور تاریخ کی عمر کی طوالت کے سامنے انسان کی عمر بہت کم ہوتی ہے اس قسم کی حرکت صرف بیدار تاریخ کی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔

سوال: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی قوم درست عقیدے کی حفاظت کے راستے میں چل رہی ہوتی ہے پھر بھی اپنے تمام مال، وطن کی تمام مادی قوتوں سے کنگال ہو جاتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: مصنف فرماتے ہیں اس طرح فقط تھوڑے عرصے کے لیے ہوتا ہے حتی کہ درست عقیدے والے اس پر کاربند رہنے والے اور درست معاشرتی نظام والے اپنا چھینا ہوا وطن اور غصب کیا ہوا مال بھی واپس لے لیتے ہیں اور ان کی قوت ان کی طرف دگنی اور پختہ ہو کر لوٹتی ہے۔

سوال: دعوت اسلام کے لیے کس چیز کو قربان کرنا ضروری ہے؟

جواب: دعوت اسلام کی بنیادی چیزوں میں مال، وطن اور زندگی میں اس راستے میں قربان کرنا ضروری ہے پس اسی کے ذریعے مسلمان اپنی جانوں، مالوں، وطن اور زندگی کی ضمانت پاتے ہیں۔

سوال: صحابہ کرام نے مکہ دارالاسلام کو کیسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی جانوں کی سلامتی کے لیے کافروں کے شہر کی طرف کیوں بھاگے؟

جواب: مکہ اس وقت دارالاسلام نہ تھا پس مکہ اور حبشہ اس وقت برابر تھے تو اس وقت اسلام کی طرف دعوت اور دین کی مشق پر صحابہ کرام کے لیے جو علاقہ مددگار تھا وہیں قیام کرنا سب سے زیادہ لائق اور مناسب تھا۔

سوال: دارالاسلام سے ہجرت کرنا کتنی اقسام پر ہے؟

جواب: دارالاسلام سے ہجرت کرنا تین اقسام پر ہے:

(1)۔ وجوب (2)۔ جواز (3)۔ حرام

سوال: دارالاسلام سے ہجرت کرنا کب واجب ہے؟

جواب: اس وقت واجب ہے جب مسلمانوں کو اس علاقے میں شعائر اسلامیہ جیسے نماز، روزہ، اذان اور حج وغیرہ کو قائم کرنے پر قدرت نہ ہو۔

سوال: دارالاسلام سے ہجرت کرنا کب جائز اور کب حرام ہے؟

جواب: دارالاسلام سے ہجرت کرنا اس وقت جائز ہے جب مسلمانوں کو اس علاقے میں مصائب اور تکالیف اور تنگی کا سامنا کرنا پڑے تو اس وقت ان کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی دوسرے اسلامی ملک کی طرف ہجرت کر جائیں۔

دارالاسلام سے ہجرت کرنا اس وقت حرام ہے جب اس کی ہجرت واجبات اسلام میں سے کسی واجب کو فضول کرنے کو لازم ہو جو کہ اس کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی تو اس صورت میں ہجرت کرنا حرام ہے۔

سوال: شریعت محمدیہ اور شریعت عیسوی کے مابین تعلق کو بیان کریں۔

جواب: حبشہ کی طرف ہجرت کے واقعے سے ہم شریعت محمدیہ اور شریعت عیسوی کے مابین قائم تعلق کی حقیقت بیان کرتے ہیں کہ نجاشی جو دین عیسی پر تھا اور نصرانیت میں صادق اور مخلص تھا اس کے اخلاص کا تو تقاضا یہ تھا کہ وہ نصرانیت سے دین اسلام کی طرف نہ پھرتا لیکن ہم نے دیکھا کہ نجاشی نے حضرت عیسی کی حیات اور ان کے تعارف میں جو آیات سنیں اور اس پر نجاشی نے کہا بے شک یہ کلام اور جو عیسی بن مریم لے کر آئے ہیں دونوں ایک ہی چراغ سے نکلے ہوئے ہیں اور یہ بات اس واضح ثبوت کو پختہ کرتی ہے کہ تمام انبیاء کرام ایک ہی عقیدہ کے ساتھ آئے ان میں سے کسی نے دوسرے نبی کی بال برابر بھی مخالفت نہیں کی۔

سوال: اہل کتاب کے آپس میں اختلافات کس وجہ سے تھے؟

جواب: اہل کتاب کے آپس میں جو اختلافات تھے وہ فقط باہمی سرکشی کی وجہ سے ہیں حالانکہ ان کے پاس علم آچکا تھا۔

سوال: کیا مسلمان غیر مسلموں کی حمایت میں داخل ہوسکتے ہیں؟

جواب: :جی ہاں مسلمانوں کے لیے جائز ہے کہ جب حاجت پیش آئے تو وہ غیر مسلموں کی حمایت میں داخل ہوسکتے ہیں برابر ہے کہ پناہ دینے والا اہل کتاب سے ہو یا مشرکین میں سے ہو۔

سوال: نبی کریم ﷺ جب طائف سے لوٹے تو کس کی پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے؟

جواب: مطعم بن عدی کی پناہ میں حضور نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔

اوّل وفد الی رسولِ اللہ

(رسول اللہ کی بارگاہ میں پہلا وفد)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہلا وفد کس سبب سے آیا اور کس شہر سے وہ آئے تھے؟

جواب: جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ شدید اذیتوں اور تکالیف میں تھے تو مکہ کے باہر سے اسلام کے بارے میں کچھ سیکھنے کے لیے جو پہلا وفد آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ حبشہ کے 30 سے زائد نصرانی مردوں پر مشتمل تھا، اور یہ وفد حضرت جعفر کے ساتھ آپ کے مکہ لوٹتے وقت آئے۔ بس یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے اور آپ کے صفات واحوال پر مطلع ہوئے اور ان پر جو قرآن تلاوت کیا گیا اسے سنا اور یہ تمام کے تمام ایمان لے آئے۔

سوال: جب ابو جہل کو نصرانی کے اس وفد کے ایمان لانے کے بارے میں پتہ چلا تو

اس نے کیا کہا؟

جواب: جب ابو جہل کو ان کے ایمان کے بارے میں پتہ چلا تو ابو جہل ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا ہم نے تم جیسے بے وقوف مسافر نہیں دیکھے تمہاری قوم نے تمہیں اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے بھیجا لیکن تم ابھی اس کے پاس اطمینان سے بیٹھے ہی نہیں تم نے پہلے اپنا دین ہی چھوڑ دیا اور اس کی تصدیق کرنے لگ گئے، پس اس وفد نے ابو جہل سے کہا: تمہیں سلام ہم تم سے جاہلانہ گفتگو نہیں کرتے ہمارے لیے وہی ہے جس پر ہم ہیں، اور تمہارے لیے وہی ہے جس پر تم ہو، ہم اپنے آپ کو بھلائی سے محروم نہیں کریں گے۔

سوال: نصرانی وفد کے حق میں کون سی قرآنی آیات نازل ہوئیں وہ بیان کریں۔

جواب: وہ آیات یہ ہیں:

الَّذِينَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ، وَإِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ، أُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ، وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۫ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ۔

سوال: نصرانیوں کا وفد جو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ان کی کتنی تعداد تھی؟ اور یہ کس طرح آئے اور کس لیے آئے؟

جواب: نصرانی وفد جو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا وہ 30 سے زائد عیسائی مرد اور ایک روایت کے مطابق 40 سے زائد افراد پر مشتمل تھا۔

یہ لوگ سمندری لہروں کو چیرتے ہوئے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تاکہ جدید دعوت سے اپنی محبت کا اظہار کر دیں اور زبان حال سے اعلان کر دیں کہ دعوت اسلامیہ کے دشمن ہرگز استطاعت نہیں رکھتے کہ وہ اس دعوت کو روک دیں۔

سوال: جب ابو جہل کو اس نصرانی وفد کے ایمان لانے کی حقیقت معلوم ہوئی تو اس نے کیا کہا؟

جواب: جب ابو جہل نے اس حقیقت کو جانا اور اس کے اثار اس کی جان اور زبان پر برے کلمات کی صورت میں ظاہر ہوئے جن الفاظ سے وفد کو متوجہ کیا لیکن وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ اس قسم کے دوسرے افراد بس مسلمانوں پر مزید مصیبتیں ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔

سوال: پہلے وفد کے جو افراد ایمان لائے ان کے ایمان کی نوعیت کیا تھی؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ ان کا ایمان اس سابقہ ایمان کا استمرار تھا جس عقیدہ اور دین کو وہ لوگ تھامے ہوئے تھے اسی کے مطابق چل رہے تھے کیونکہ وہ لوگ انجیل پر ایمان رکھتے تھے اسی کی ہدایت پر چلتے تھے تو جب انجیل ان کو یہ حکم دے رہی ہے کہ عیسیٰ بن مریم کے بعد جو نبی آئے تم اس کی اتباع کرنا اور انجیل ہی اس نبی کی صفات و خصوصیات بیان کر رہی ہے تو ان کے ایمان کے استمرار کا تقاضا یہی تھا کہ اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

سوال: دین حق کتنے ہیں؟

جواب: دین حق ایک ہی ہے یہ متعدد نہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی محمد ﷺ کی بعثت تک ایک ہی دین حق ہے۔

سوال: جب نبی کریم ﷺ پر بغیر سوچے سمجھے ایمان لانا کیا اس وفد کا خاصہ ہے؟ نیز اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کو اہل کتاب کو فقط انجیل اور تورات پر عمل کرنے کی دعوت دینے پر ہی اکتفاء کا حکم کیوں دیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ پر بغیر سوچے سمجھے ایمان لانا صرف اس وفد کا خاصہ نہیں ہے بلکہ ہر بندے کے ساتھ یہی معاملہ ہے جو عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی شریعت کو حقیقی طور پر تھامے ہوئے ہے کیونکہ تورات اور انجیل پر ایمان لانا یہ قران اور محمد ﷺ پر ایمان لانے کا تقاضا کرتا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم

دیا کہ اہل کتاب کو اسلام کی طرف دعوت دینے میں فقط تورات وانجیل کے مطالبات پر عمل کرنے کی دعوت پر اکتفا کیا جائے جس پر ایمان لانے کا وہ دعوی کرتے ہیں۔

سوال: کیا ادیان سماویہ مختلف ہیں؟

جواب: جو لوگ ادیان سماویہ کا کلمہ استعمال کرتے ہیں اس کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ البتہ سماوی شریعتیں متعدد ہوئی ہیں اور ہر آسمانی شریعت اس سے پہلے والی شریعت کے لیے ناسخ ہوتی ہے لیکن مناسب یہی ہے کہ ہم دین اور شریعت کے درمیان خلط ملط نہ کریں۔

سوال: دین اور شریعت کی تعریف کریں۔

جواب: دین وہ ہے جس پر اولاً عقیدے کا اطلاق ہوتا ہے، شریعت وہ عبادات اور معاملات کے متعلق وہ احکام جن پر عمل کیا جاتا ہے۔

عام الحزن

(غم کا سال)

سوال: عام الحزن کو عام الحزن کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: جس سال حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات ہوئی اس سال دعوت اسلام میں بہت زیادہ تکالیف پہنچیں اس وجہ سے اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں۔

سوال: جب ابو طالب کی وفات ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ کو قریش کی طرف سے کیسی تکالیف ملیں ان کو بیان کریں۔

جواب: ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب ابو طالب کی وفات ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ کو قریش کی جانب سے وہ اذیتیں بھی ملیں جو آپ ﷺ نے ابو طالب کی زندگی میں برداشت نہ کیں حتی کہ قریش کا ایک بے وقوف آیا اس نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی تو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے کہ آپ کے مبارک سر پر مٹی تھی پس آپ کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کھڑی ہوئیں اور روتے ہوئے آپ کے سر

مبارک سے مٹی جھاڑنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بیٹی! نہ رو۔ بے شک اللہ تعالی تیرے والد کی حفاظت کرنے والا ہے۔

سوال: مکہ میں مسلمانوں کی قوت مضبوط ہونے سے پہلے ابو طالب کی موت کے لیے قضائے الہی نے جلدی کی اس میں کیا حکمت تھی؟ اور حضرت خدیجہ جن سے حضور ﷺ انس اور تسلی پاتے تھے تو ان کی وفات میں کیا حکمت تھی؟

جواب: رب تعالی کی حکمت الہیہ نے یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چچا ابو طالب اور اپنی زوجہ حضرت خدیجہ کو مفقود پائیں اور اپنے ارد گرد اسے بھی نہ پائیں جو بظاہر آپ کا حامی اور مونس ہو یہاں تک کہ دو عام حقیقتیں واضح ہو جائیں۔

پہلی حقیقت: بے شک حمایت اور مدد یہ تمام اللہ تعالی کی طرف سے ہی آتی ہے اور اللہ تعالی اپنے رسول ﷺ کو مشرکین اور دشمنوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرما چکا ہے۔

دوسری حقیقت: قرآن میں آیا "واللہ یعصمك من الناس "لوگوں سے آپ کو محفوظ فرمائے گا اس کا معنی یہ نہیں کہ آپ کو لوگوں کی طرف سے تکالیف اور اذیتیں اور ظلم نہیں پہنچے گا بلکہ اس عصمت سے مراد ہے کہ رب تعالی آپ کو قتل سے محفوظ فرمائے گا یعنی ہر وہ رکاوٹ یا دشمنی جو دعوت اسلامیہ کا راستہ روکے اس سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

سوال: نبی کریم ﷺ کو مشکلات و تکالیف کا سامنا کرنے میں سنت الہیہ کس چیز کا تقاضا کرتی ہے؟

جواب: رب تعالی کی سُنّت الہیہ کے تقاضے میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ دعوت اسلام کے راستے میں جو تکالیف اور مشقتیں رسول پاک ﷺ کو پہنچی ہیں یہ تکالیف ہر زمانے کے عام مسلمانوں پر آسان ہو جائیں۔ جن مسلمانوں پر دعوت اسلامیہ کی ذمہ داریوں کا دارو مدار ہے، اگر نبی کریم ﷺ اپنی دعوت میں بغیر مشقت اور محنت کے کامیاب ہو جاتے تو آپ ﷺ کے صحابہ اور آپ کے بعد مسلمان اس بات کی لالچ رکھتے کہ وہ بھی

راحت پائیں جیسے آپ نے راحت پائی اور وہ بھی مصائب و تکالیف کا بوجھ نہ اٹھائیں جن کو وہ دعوت اسلامیہ کے راستے میں پائیں گے۔ جی ہاں حقیقت تو یہی ہے کہ جب مسلمانوں کو اس راستے میں تکالیف اور مصائب کا سامنا ہوتا ہے تو وہ لوگ اسے خفیف خیال کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ انہیں وہی تکالیف مل رہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو ملیں اور یہ اس راستے پر چل رہے ہیں جس راستے میں رسول اللہ ﷺ کو تکالیف دی گئیں۔

سوال: **جن لوگوں نے یہ گمان کیا کہ حضور ﷺ نے اس سال کو عام الحزن کا نام اس لیے دیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سال میں اپنے چچا ابو طالب اور اپنی زوجہ خدیجہ بنت خویلد کو کھویا تو مصنف نے ان لوگوں کا کیا رد فرمایا ہے؟**

جواب: ڈاکٹر سعید رمضان البوطی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے چچا اور اپنی زوجہ کے فراق میں شدید غمگین نہیں ہوئے اور نہ ہی فقط اس وجہ سے اس سال پر عام الحزن کا اطلاق کیا بلکہ عام الحزن کا سبب یہ تھا کہ ان دونوں کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے سامنے دعوت اسلامیہ کے بڑے دروازے بند ہو گئے، بہر حال ابو طالب کی وفات کے بعد ان میدانوں کے راستے آپ ﷺ کے سامنے بند ہو گئے اب آپ ﷺ جہاں کا بھی ارادہ فرماتے تو سامنے رکاوٹ اور دشمنی ہی پاتے، پس آپ ﷺ اپنی دعوت کے ساتھ ایسے ہی لوٹ آتے جیسے آپ جاتے تھے، نہ تو کوئی اس دعوت کو سنتا اور نہ ہی اس پر ایمان لاتا بلکہ ہر کوئی مذاق اور سرکشی کرتا۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وجہ سے غمگین لوٹتے کہ آپ ﷺ اپنی ذمہ داری کا کوئی ثمرہ لے کر نہیں آرہے جس ذمہ داری کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکلف بنایا ہے پس اس وجہ سے آپ ﷺ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا ہے۔

سوال: **جب لوگ حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لائے تو رب تعالیٰ آپ کی غم خواری اور تسلی دینے کے لیے کون سی آیات نازل فرمائیں؟**

جواب: بعض اوقات نبی کریم ﷺ اس وجہ سے غمگین ہوتے کہ لوگ اس حق پر ایمان نہیں لا رہے جس کے ساتھ آپ ﷺ تشریف لائے ہیں اور اکثر اوقات یہ غم آپ ﷺ پر غالب رہتا پھر نبی کریم ﷺ پر اس غم کو ہلکا کرنے اور آپ ﷺ کی غمخواری اور تسلی کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

اور آپ ﷺ کو یہ بات یاد دلانے کے لیے کہ تبلیغ سے زیادہ آپ کسی چیز کے مکلف نہیں ہیں اور جب لوگ دعوت قبول نہ کریں اور ایمان نہ لائیں تو داعی پر لازم نہیں ہے کہ وہ ان پر افسوس کرتے ہوئے اپنی جان گنوا بیٹھے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ، وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ ۔ وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔

هجرة الرسول الى الطائف

(رسول اللہ کی طائف کی طرف ہجرت)

سوال: نبی کریم ﷺ نے طائف کی طرف ہجرت کس وجہ سے کی؟

جواب: جب قریش نے نبی کریم ﷺ کو جو اذیتیں دینی تھیں دے دیں تو اب آپ ﷺ طائف کی طرف نکلے تاکہ قبیلہ ثقیف کی مدد حاصل کریں اور نبی کریم ﷺ نے طائف کی طرف اس امید پر سفر کیا شاید وہ پیغام حق تسلیم کرلیں۔

سوال: جب رسول اللہ ﷺ طائف پہنچے تو طائف والوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: جب رسول اللہ ﷺ طائف پہنچے تو آپ قبیلہ ثقیف کے ایک گروہ کے پاس گئے اس دن سارے سردار بیٹھے ہوئے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو دعوت اسلام دی لیکن انہوں نے انکار کیا اور ایسے برے طریقے سے جواب دیا جس کی نبی کریم ﷺ کو توقع نہ تھی۔ پس نبی کریم ﷺ وہاں سے کھڑے ہوئے اور یہ فرمایا: میرے آنے کی خبر قریش سے پوشیدہ رکھی جائے، لیکن اس کا بھی انہوں نے کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ پھر ان لوگوں نے اپنے احمقوں اور غلاموں کو اس بات پر ابھارا کہ وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہیں اور آپ ﷺ پر آوازیں کسیں۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کو پتھروں سے مارنے لگے حتی کہ نبی کریم ﷺ کے دونوں پاؤں مبارک خون سے لت پت ہو گئے، اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی جان کے ساتھ آگے آکر آپ ﷺ کی حفاظت کی حتی کہ ان کے سر میں بھی کئی زخم آگئے۔

سوال: طائف سے واپسی پر نبی کریم ﷺ نے کس شخص کے باغ میں پناہ لی اور وہاں کیا دعا فرمائی تھی؟

جواب: طائف سے واپسی پر نبی کریم ﷺ نے ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ کے باغ میں پناہ لی۔ اور انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے جب آپ ﷺ کو اس سائے سے کچھ اطمینان حاصل ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور یہ دُعا مانگنے لگے۔

اے اللہ! میں اپنی قوت کی کمزوری اور تدبیر کی کمی اور لوگوں پر اپنی بے وقعتی کی شکایت تیری بارگاہ میں کرتا ہوں، اے ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے، اور تو میرا رب ہے تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے یہ کیا تو مجھے بیگانے کے حوالے کر رہا ہے جو مجھ سے بدکلامی سے پیش آئے اگر تو مجھ پر ناراض نہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لیے بہت وسعت والی ہے۔

سوال: ربیعہ کے دونوں بیٹوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو نصرانی غلام کو بلا کر کیا کہا؟

جواب: باغ کے مالک ربیعہ کے دونوں بیٹوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو ان کے دلوں میں شفقت نے حرکت کی۔ پس انہوں نے اپنے نصرانی غلام کو بلایا اور انہوں نے انگور کا گچھا تھال میں رکھ کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا جب انگور حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھے اور آپ ﷺ کو تناول فرمانے کا کہا: تو آپ ﷺ نے بسم اللہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا پھر تناول فرمایا۔

سوال: نصرانی غلام کا کیا نام تھا اور نبی کریم ﷺ نے اس سے کیا سوال کیے؟

جواب: نصرانی غلام کا نام عداس تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کس علاقے کے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟ اس نے عرض کی: میں نصرانی ہوں۔ اور موصل کی بستی کے اہل نینوی میں سے ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نیک مرد یونس بن متی کے علاقے سے؟ عداس نے عرض کی: آپ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ میرا بھائی ہے۔ وہ بھی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں یہ سنتے ہی عداس آپ کی طرف جھکا اور آپ ﷺ کے سر، ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دینے لگا۔

سوال: طائف سے مکہ کی طرف لوٹنے کے وقت نبی کے ساتھ کیا واقعہ رونما ہوا؟

جواب: جب رسول اللہ ﷺ طائف سے مکہ کی طرف لوٹ رہے تھے تو جب آپ مقام نخلہ پر پہنچے تورات کے پچھلے پہر آپ نماز پڑھنے لگے، تو حضور ﷺ کے پاس جنوں کا ایک گروہ گزرا۔ پس جنوں نے نبی کریم ﷺ کی تلاوت سنی۔ پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف لوٹے اور انہیں ڈر سنایا۔ تو وہ سب ایمان لے آئے۔ اور نبی کریم ﷺ سے جو سنا تھا اسے قبول کرلیا۔ اللہ تعالی نے نبی پاک ﷺ پر ان کی اس خبر کا قصہ اپنے اس فرمان میں بیان فرمایا:

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ، قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ

مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ، يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ

سوال: جب رسول اللہ ﷺ زید بن حارثہ کے ساتھ لوٹے اور مکہ میں داخل ہونا چاہتے تھے تو اس دوران حضرت زید بن حارثہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

جواب: حضرت زید نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ان میں کیسے داخل ہوں گے حالانکہ انہوں نے آپ کو نکال دیا ہے؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے زید! جو تم دیکھ رہے ہو اللہ تعالی اس میں کشادگی اور نکلنے کا راستہ بنانے والا ہے اور بے شک اللہ پاک اپنے دین کی مدد کرنے والا ہے اور اپنے نبی کی مدد کرنے والا ہے پھر آپ ﷺ نے بنو خزاعہ کے ایک شخص کو مطعم بن عدی کی طرف بھیجا کہ آپ ﷺ اس کی امان میں مکہ میں داخل ہو رہے ہیں مطعم نے اسے قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی طرف لوٹ آئے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کو جو طائف کے سفر میں مشکلات پیش آئیں ان کا تعلق کن اعمال سے تھا؟

جواب: ان تمام مشکلات کا تعلق آپ ﷺ کے اعمالِ تبلیغ سے تھا۔ جس طرح آپ ﷺ ہمیں خالق و مخلوق کے بارے میں درست عقیدہ کی اور عبادت، اخلاقیات اور معاملات کے احکام کی تبلیغ کرنے آئے اسی طرح آپ ﷺ مسلمانوں کو اس کی تبلیغ کرنے آئے ہیں جس کا اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو مکلف کیا ہے کہ صبر کرنا واجب ہے۔ نیز نبی کریم ﷺ نے ہمیں عبادات کا طریقہ پریکٹیکل وسیلہ کے ذریعے سکھایا۔ جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا آپ اس طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ نے مشکلات پر صبر کر کے یہ پیغام دیا تم بھی ایسے صبر کرو جیسے مجھے صبر کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔

سوال: اگر طائف کے واقعہ کی طرف نظر کی جائے تو پتہ چلتا ہے آپ مغلوب ہو گئے

کیا واقعی ایسا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ طائف میں مغلوب نہیں ہوئے بلکہ نبی کریم ﷺ اللہ کی رضا پر راضی رہ کر ان تمام مشکلات کو برداشت کیا اور ثابت قدمی کا ہر طرح سے مظاہرہ کیا۔ اگر نبی کریم ﷺ چاہتے تو ان ایذا دینے والے احمقوں اور ان احمقوں کو اس پر ابھارنے والے سرداروں سے بدلہ لے سکتے تھے اور ان کو اس کا بہت بڑا جواب دے سکتے تھے، لیکن نبی کریم ﷺ نے ایسا نہ چاہا۔

سوال: ہمارے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ اگر چاہتے تو طائف والوں سے بدلہ لے سکتے لیکن بدلہ نہیں لیا؟

جواب: اس بات پر دلیل بخاری و مسلم کی وہ حدیث پاک ہے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے روایت کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا یوم احد سے بھی زیادہ سخت دن آپ پر آیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تیری قوم سے کئی تکالیف پہنچیں اور ان میں سب سے زیادہ شدید دن یوم عقبہ (طائف کا دن) تھا جب میں نے ابن عبد یالیل بن عبد کلال پر پیش کیا اس نے مجھے میرے ارادے کے مطابق جواب نہ دیا۔ میں غم زدہ حالت میں جدھر رُخ ہوا ادھر ہی چل پڑا۔ قرن ثعالب تک میری یہی حالت تھی پھر اس کے بعد میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے اپنے اوپر ایک بادل دیکھا جس نے مجھ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ جب میں نے اس میں دیکھا تو جبرائیل امین نے مجھے ندا دی، اور عرض کی، کہ بے شک اللہ تعالی نے وہ سب سن لیا ہے جو آپ ﷺ کی قوم نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا، اور جو انہوں نے آپ ﷺ کو جواب دیا، اور اس نے آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تا کہ آپ جو چاہیں اسے حکم دیں حضور ﷺ نے فرمایا پھر پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے ندا دی اور سلام کیا پھر عرض کیا اے محمد! ﷺ اللہ تعالی نے آپ کی دعوت پر آپ کی قوم کی بات سن لی ہے میں پہاڑوں پر مامور فرشتہ ہوں آپ ﷺ حکم دیں اپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر

آپ و چاہیں تو میں ان دونوں بڑے پہاڑوں کو ان پر ملا دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کی پشتوں سے ایسے لوگ نکالے گا جو اس ایک خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے رب تعالی سے ایسی دعا کیوں کی جس کے الفاظ اور معنی گھبراہٹ اور ملال پر دلالت کرتے ہوں؟

جواب: اللہ تعالی کی بارگاہ میں شکوہ کرنا عبادت ہے اور اسی کے لیے گریہ وزاری اور اسی کے در پر اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار کرنا نیکی اور قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور مصائب اور مشکلات کی کئی حکمتیں ہیں، ان میں سے سب سے اہم یہ ہے کہ مصائب و آلام میں مبتلا شخص اللہ تعالی کے دروازے پر جاتا ہے اور اپنے اوپر اللہ کی بندگی کی چادر اوڑھ لیتا ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہمیں کتنے امروں کی تعلیم دی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہمیں دو اُمور کی تعلیم دی ہے:

(1)۔ مشکلات پر شدید صبر کرنا۔

(1)۔ اللہ تعالی کی بارگاہ میں لمبی گریہ وزاری اور التجا کرنا یہ وظیفہ بندگی اور اس کے مقتضی میں سے ہے۔

سوال: مصطفی صادق الرافعی نے طائف کا قصہ ذکر کرنے کے بعد کیا فرمایا؟

جواب: مصطفی صادق الرافعی فرماتے ہیں: تعجب ہے اس واقعے میں تقدیر کے کتنے اسرار ورموز ہیں۔ عزت وجلال اور بھلائی کتنی تیزی کے ساتھ آئی اور کفار کی بدسلوکی پر معذرت کی۔ عداوت کے کلمات کے بعد آپ کے بوسے دلوائے گئے، ربیعہ کے دونوں بیٹے اسلام کے دشمن تھے جو ابو طالب کے پاس چل کر آئے اور ان سے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ اپنے بھتیجے کو چھوڑ دیں یا ان کو ہمارے حوالے کر دیں، ورنہ ہم آپ سے جنگ کریں گے یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں سے ایک ہلاک ہو جائے، لیکن ان کی

وحشی فطرت اس وقت انسانی قدر میں تبدیل ہو گئی اسی طرح یہاں نصرانیت آتی ہے،
اور اسلام کے گلے مل رہی ہے اور اس کی عزت کر رہی ہے۔ کیونکہ ایک صحیح دین
دوسرے صحیح دین سے ایسے ہی ہوتا ہے جیسے بھائی بھائی سے ہوتا ہے، سوائے اس کے کہ
بھائی بھائی کا رشتہ خونی ہوتا ہے اور دین کا رشتہ عقل سے ہوتا ہے۔

سوال: سفر طائف میں حضرت زید بن حارثہ کے عمل سے ہمیں کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

جواب: حضرت زید بن حارثہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی جان کے ذریعے ان احمقوں کے پتھروں سے بچایا یہاں تک کہ آپ کے سر میں گہرے زخم آ گئے۔ اور مناسب ہے کہ ان کا یہ عمل دعوت اسلام کے قائد کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہر مسلمان کے لیے نمونہ ہے کہ اس قائد کی حمایت اور دفاع اپنی جان سے کرے اگرچہ اس دعوت میں اسے اپنی جان کی قربانی ہی دینی پڑے۔ ہم بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کریں لیکن یہ ایک دوسرے طریقے سے ہو سکتا ہے کہ ہم دعوت اسلامیہ کے راستے میں تکالیف اور عذابات کی وجہ سے اپنی جانوں پر بخل سے کام نہ لیں اور ہم تکالیف اور مشقتوں سے کچھ حاصل کر لیں جن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت کیا۔ ہر دور اور زمانے میں دعوت اسلامیہ کے قائد موجود رہے ہیں اور یہ لوگ دعوت کے اس راستے میں نبی کریم ﷺ کے نائب اور خلیفہ ہیں، تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کے ارد گرد لشکر کی صورت میں موجود رہیں اور ان کے ساتھ مخلص رہیں اور ان پر اپنی جان و مال کو قربان کر دیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان کرتے تھے۔

سوال: ابن اسحاق کی روایت جنوں کی کس چیز پر دلالت کرتی ہے؟

جواب: ابن اسحاق نے جو ہم روایت بیان کی کہ نبی کریم ﷺ جب رات کے پچھلے پہر مقام نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، تو جنوں کے ایک گروہوں نے آپ ﷺ سے تلاوت قرآن سنی۔ تو یہ واقعہ جنوں کے وجود پر اور ان کے مکلف ہونے پر دلالت کرتا

ہے، جنوں میں سے وہ بھی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے۔ اور
بھی ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہ لائے۔ اور یہ دلالت قطعی درجہ تک پہنچی ہوئی ہے
اس لیے قرآن کریم نے ان کا ذکر صریح قطعی نصوص میں کیا ہے۔

سوال: جب نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے گروہ کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف جا رہے تھے اس وقت آسمانی خبروں اور شیاطین کے درمیان کیا چیز رکاوٹ بنی اس واقعے کو بالتفصیل بیان کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم رضوان کے ایک گروہ کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف جا رہے تھے اس وقت آسمانی خبروں اور شیاطین کے درمیان کچھ رکاوٹ حائل کر دی گئی تھی۔ اور ان پر شہاب ثاقب پھینکے جاتے تھے تو شیاطین لوٹے اور انہوں نے آپس میں کہا کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ حائل کر دی گئی ہے ہم پر شہاب ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔ ایک نے کہا: تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کسی نئے واقعے کی وجہ سے رکاوٹ ڈالی گئی ہے اس لیے تم مشرق و مغرب میں پھیل جاؤ اور دیکھو وہ نیا واقعہ کیا ہوا ہے، پس وہ مشرق اور مغرب میں پھیل گئے اور دیکھنے لگے کہ وہ نیا واقعہ کیا ہوا ہے۔

راوی کہتے ہیں پھر وہ جنات تہامہ کی طرف گئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بازار عکاظ جاتے ہوئے مقام نخلہ پر پایا، حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نماز فجر پڑھا رہے تھے جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو کہا یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے مابین رکاوٹ ہو گئی ہے۔ وہ اپنی قوم کی طرف پلٹ گئے اور کہا اے ہماری قوم! بے شک ہم نے عجیب قرآن سنا جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لے آئے اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، تب اللہ پاک نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت

کریمہ نازل فرمائی: قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا۔

سوال: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ طائف کی طرف آنے جانے میں زید بن حارثہ کے علاوہ کوئی صحابی نہ تھا تو بات کیسے درست ہو سکتی ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ایک گروہ کو نماز پڑھائی؟

جواب: اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ مکہ کے قریب نخلہ کے مقام پر پہنچے ہوں تو آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے ساتھ مل گئے ہوں اور وہاں آپ ﷺ نے ان کو نماز فجر پڑھا دی ہو۔

سوال: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پانچوں نمازیں تو معراج کی رات فرض ہوئیں اور کثیر محققین اس بات کی طرف گئے ہیں کہ معراج کا واقعہ رسول کریم ﷺ کے طائف کی طرف جانے کے بعد پیش آیا تو یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے کہ آپ ﷺ نے نماز فجر پڑھائی؟

جواب: جنات اور ان کا نبی کریم ﷺ سے قرآن پاک سننے کا واقعہ ایک سے زائد مرتبہ پیش آیا تو ایک مرتبہ کی روایت حضرت ابن عباس اور دوسری مرتبہ کی روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، اور یہ دونوں روایات درست ہیں۔ اسی مذہب کی طرف جمہور محققین گئے ہیں یہ اس صورت میں ہے کہ جب یہ بات درست ہو کہ معراج کا واقعہ طائف کی طرف ہجرت کرنے کے بعد پیش آیا یا اور اگر یہ بات درست ہو کہ معراج کا واقعہ طائف کی طرف ہجرت سے پہلے پیش آیا تو پہلے ان روایتوں میں کسی قسم کا اشکال نہیں ہو گا۔

سوال: جنات کے متعلق عقیدہ بیان کریں۔

جواب: ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ جنات کے وجود پر ایمان رکھے اور اس پر بھی کہ یہ ایک زندہ مخلوق ہیں اور جس طرح اللہ پاک نے ہمیں عبادت کا مکلف بنایا اسی طرح

جنات کو بھی عبادت کا مکلف بنایا ہے اگرچہ ہمارے حواس و مدارک ان کا ادراک نہیں کر سکتے اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جنات کا انکار کرنا یا ان کے وجود میں شک کرنا یہ ارتداد و کفر کو مستلزم ہے اور اسلام سے خارج ہونا ہے کیونکہ ان کا انکار ایسی شے کا انکار ہے جس کا ہونا ضروریاتِ دین سے جان لیا گیا ہے۔

سوال: عقل مند انسان کے لیے کیا چیز مناسب نہیں ہے؟

جواب: کسی عقل مند انسان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ غفلت اور جہل کے گڑھے میں اس حد تک گر جائے کہ وہ یہ گمان کرنے لگ جائے کہ وہ فقط ان چیزوں پر ایمان لائے گا جو سائنس سے مطابقت رکھتی ہوں گی۔

سوال: پڑھے لکھے کثیر لوگ جنات کا کس لیے انکار کرتے ہیں؟

جواب: پڑھے لکھے کثیر لوگ جنات کے وجود پر اعتقاد نہیں رکھتے کیونکہ اُنہوں نے نہ تو جنات کو دیکھا ہے اور نہ ہی ان کو محسوس کیا ہے۔ اس قسم کے پڑھے لکھے جاہل کثیر موجودات یقینیہ کے انکار کا دعوی کریں گے، فقط ایک سبب کی وجہ سے کہ جنات کو دیکھنا ممکن نہیں ہے۔

مشہور سائنسی قاعدہ ہے کہ عدم وجدان عدم وجود کو مستلزم نہیں مطلب یہ ہے کہ جس چیز کو آپ تلاش کر رہے ہیں اس کا دکھائی نہ دینا اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس کی ذات مفقود ہے یا وہ چیز موجود نہیں۔

سوال: طائف کے سفر میں نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا اس میں آپ ﷺ کا کیا مقام تھا اور آپ ﷺ کو جو مشکلات پیش آئیں ان تمام کا اپ کی ذات پر کیا اثر ہوا؟

جواب: اس کا جواب نبی پاک ﷺ کے اس قول میں بالکل واضح ہے جو آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو دیا تھا۔ جب زید بن حارثہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ مکہ کیسے لوٹیں گے؟ حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ کو نکال دیا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے بڑے اطمینان اور یقین سے فرمایا اے زید! جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اللہ تعالی اس میں

کشادگی اور نکلنے کی جگہ بنانے والا ہے۔ مکہ میں سختی اور تکالیف کا سامنا کرنے کے بعد اور طائف میں نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا اور برداشت کیا اس تمام کے باوجود اس وقت بھی آپ ﷺ کے اللہ تعالی پر یقین میں اور اپنے اندر پائی جانے والی قوت ارادی پر کوئی اثر نہ پڑا آپ ﷺ کے دل میں نبوت کا یقین پختہ تھا اور آپ ﷺ یہ جانتے تھے کہ وہ اپنے رب کے حکم کو نافذ کریں گے، جس راستے پر چلنے کا حکم اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو دیا ہے آپ ﷺ اسی راستے پر چلیں گے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی اپنے حکم کو پورا کر کے ہی رہتا ہے اور اس نے ہر چیز کا ایک وقت معین کر رکھا ہے۔

سوال: اگر دعوت اسلامیہ کے راستے میں چلنے سے آزمائشیں اور تکلیفیں پیش آئیں تو کیا اس وجہ سے ہم اپنے آپ کو نیکی کی دعوت سے روک سکتے ہیں؟

جواب: دعوت اسلامیہ کے راستے میں چلنے سے آزمائشیں اور تکلیفیں پیش آئیں تو وہ ہمیں اس نیکی کی دعوت سے روک نہ سکیں اور نہ ہی ان کی وجہ سے ہم میں سستی اور چھوڑنے کی روح پھیلے کہ ہم اسے چھوڑ دیں، تو جو بندہ اللہ تعالی سے قوت حاصل کر رہا ہو تو اس کے لیے یہی لائق ہے کہ وہ سستی اور ناامیدی کو نہ پہچانے۔ کیونکہ جب اللہ تعالی اس کا حکم دینے والا ہے تو یقینی طور پر وہ اس کام میں مدد کرنے والا بھی ہے۔

سوال: ناامیدی سستی اور بزدلی کیسے پیدا ہوتی ہے؟

جواب: ناامیدی سستی اور بزدلی ان تکالیف و آزمائشوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جس مبادی اور راستے پر چلنے کا اللہ تعالی نے حکم نہیں دیا ہوتا۔ کیونکہ اس قسم کی صورت حال میں عاملین اپنی قوت خاص اور اپنی مستقل جدوجہد پر ہی اعتماد کر بیٹھتے ہیں اور یہ سب کچھ مخصوص بشری دائرے میں محدود ہوتا ہے۔

معجزۃ الاسراء والمعراج

(اسراء اور معراج کا معجزہ)

سوال: اسراء کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مکہ کی مسجد حرام سے قدس کی مسجد اقصی تک کا جو سفر کروایا ہے اسے اسراء کہتے ہیں۔

سوال: معراج کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسجد اقصی کے بعد پھر اس سے اوپر بلند آسمانی طبقات تک پھر اس حد تک پہنچے جہاں جن وانس اور ملائکہ تمام مخلوق کے علم منقطع ہو جاتے ہیں اسے معراج کہتے ہیں۔

سوال: معراج کب ہوئی؟

جواب: معراج کی تاریخ میں اختلاف ہے کہ یہ آپ کی بعثت کے دسویں سال میں تھی یا اس کے بعد تھی۔ ابن سعد نے اپنی طبقات کبری میں روایت کیا کہ یہ سیر ہجرت سے 18 مہینے پہلے ہوئی۔

سوال: کیا سفر معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ تھا؟

جواب: جمہور مسلمین کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ سفر جسم وروح دونوں کے ساتھ تھا۔

سوال: سفر معراج کو حدیث کی روشنی سے مختصر بیان کریں۔

جواب: حضور نبی کریم ﷺ کے لیے ایک براق لایا گیا اور وہ حمار سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور ہے۔ اور وہ اپنے قدم وہاں رکھتا ہے جہاں اس کی نظر کی انتہا ہو۔ اور اس قصے میں ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد اقصی میں داخل ہوئے اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی، پھر جبرائیل امین ایک شراب کا برتن اور ایک دودھ کا برتن لائے تو نبی کریم ﷺ نے دودھ کو پسند فرمایا، تو جبرائیل امین نے عرض کی: آپ ﷺ نے فطرت کو اختیار کیا۔

نبی کریم ﷺ براق کے ذریعے پہلے، دوسرے، تیسرے اسی طرح ساتوں آسمان تک تشریف لے گئے، پھر اسی طرح سدرۃ المنتہی تک آپ کو لے جایا گیا اور اسی سفر میں مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں حالانکہ اصل میں دن اور رات میں 50 نمازیں فرض ہوئیں تھیں۔

سوال: جب اگلے دن نبی کریم ﷺ نے اپنے سفر کے بارے میں لوگوں کو بتایا تو مشرکین نے کیا کہا؟

جواب: جب اگلے دن کی صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے رات کو جو مشاہدہ کیا تھا اس بارے میں لوگوں کو بتایا تو مشرکین خود اور بعض دوسرے لوگوں کو جمع کرنے لگے تاکہ وہ اس خبر کا مذاق اڑائیں اور اس پر ہنسیں۔ یہاں تک کہ بعض مشرکین نے تو چیلنج کر دیا کہ اگر آپ وہاں گئے ہیں اور اس میں نماز پڑھی ہے تو ہمیں بیت المقدس کے بقایاجات کے اوصاف بیان کریں، تو رسول اللہ ﷺ نے جب زیارت کی تھی تو آپ ﷺ کے دل میں یہ خیال بھی نہ گزرا تھا کہ آپ اپنی نظروں کو گھمالیں اور اس کا نقشہ اور شہتیروں کو یاد کرلیں تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی تصویر آپ کی انکھوں کے سامنے کر دی تو آپ ﷺ نے ان مشرکین کے لیے اس کے اوصاف تفصیلی طور پر بیان کر دیے جیسے انہوں نے سوال کیا۔

سوال: نبی کریم ﷺ کے سفر معراج کی خبر مشرکین نے حضرت ابو بکر صدیق کو کیوں دی؟ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا؟

جواب: بعض مشرکین نے سفر معراج کی خبر صدیق اکبر کو دی اس امید پر کہ وہ اسے بہت بڑی بات سمجھیں گے اور اس کی تصدیق نہیں کریں گے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو یہ سچ ہے میں تو اس سے بھی بڑی بات پر ان کی تصدیق کر چکا ہوں۔

سوال: لیلۃ اسراء کی صبح میں جبرائیل امین کس لیے حاضر ہوئے؟

جواب: لیلۃ الاسرا کی صبح میں جبرائیل امین اس لیے حاضر ہوئے تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نماز اور اس کے اوقات کی کیفیت کے بارے میں خبر دیں۔

سوال: نماز کی مشروعیت سے پہلے نبی کریم ﷺ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ نماز کی مشروعیت سے پہلے صبح و شام دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے جیسے ابراہیم علیہ السلام ادا کیا کرتے تھے۔

سوال: بعض محققین جو کہتے تھے نبی کریم ﷺ کی زندگی معجزات اور خوارق کے پیچھے بندھی ہوئی نہ تھی بلکہ آپ تو ان معجزات کا انکار کرتے تھے اور دلیل یہ دیتے تھے۔ قل انما الآیات عند اللہ یعنی آپ فرمادیجئے کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اس طرح کی آیات سے یہ محققین کیا چاہتے تھے؟

جواب: یہ محققین اس طرح کی آیات سے وہ قاری یا سامع کو یہ خیال دلاتے ہیں کہ آپ ﷺ کی سیرت ایسے معجزات اور نشانیوں سے پوری طرح بعید ہے۔ جس طرح کے معجزات سے اللہ تعالیٰ عادۃ اپنے سچے انبیاء کی تائید فرماتا ہے تو جب ہم اس نظریے کے بارے میں غور و فکر کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چل جاتا ہے یہ نظریہ بعض مستشرقین اور کافر محققین کا ہے۔ ان کے اس نظریے کی بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ اولاً تو وہ ان معجزات کے خالق پر ایمان ہی نہیں لاتے کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں اور وہ دل میں راسخ ہو جائے تو پھر ہر ایسی چیز پر ایمان لانا آسان ہو جاتا ہے۔

سوال: چند کافر محققین کے نام لکھیں۔

جواب: ان کے نام یہ ہیں:

(1)۔ گوستاف لوبون (2)۔ اوگسٹ کانٹ (3)۔ ہیوم (4)۔ گولڈزہیر

سوال: پیشہ ور مشکک اور فکری یلغار والوں نے جب معجزات میں غور کیا تو انہوں نے

مسلمانوں کو کس چیز میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا؟

جواب: انہوں نے مسلمانوں کو ان کے دین کے بارے میں شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے اور ان میں فکری یلغار برپا کرنے کے لیے خود مسلمانوں کے اقوال میں ایسی باتیں شامل کر دیں ہیں جو ان کے لیے نئے میدان اور نئے افق کھولتی ہیں، اور یہ بات مسلمانوں کو پرانے وسائل اختیار کرنے سے بے پرواہ کر دیتی ہیں اب ان فکری یلغار والوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بعض مخصوص صفات جیسے بہادری اور عبقریت کو مبالغہ آمیزی اور انوکھی عبارت میں رواج دینا شروع ہو گئے۔ وہ آپ ﷺ کی عمومی زندگی کی تصویر میں اس قدر مبالغہ کرنے لگے کہ انہوں نے ہر اس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے بعید قرار دیا جس کا ادراک عقل نہیں کر سکتی تاکہ وہ زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کے ذہنوں میں نبی کریم ﷺ کی ایک ایسی نئی تصویر راسخ کر دیں کہ کبھی تو وہ محمد عبقری کی صورت میں ہو اور کبھی محمد بہادر کی صورت میں ہو لیکن کسی بھی حال وہ محمد ﷺ نبی اور رسول کی صورت میں نہ ہوں۔ یہ سب کچھ فکری یلغار اور پیشہ ور لوگوں نے مسلمانوں کے عقیدہ خراب کرنے کے لیے کیا۔

سوال: منطقی اور معروضی تحقیق کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کی شان اور معاملے کی حقیقت واضح کریں تو اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: اگر ہم حضرت محمد ﷺ کی شان اور معاملے کی حقیقت کو واضح کرنا چاہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: اگر ہم وحی کے مظاہر میں غور و فکر کریں جو کہ نبی پاک ﷺ کی حیات طیبہ میں واضح طور پر روشن ہے، تو ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں واضح ترین وصف نبوت کا وصف ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں، اور نبوت ان غیبی معانی میں سے ہے جو ہمارے محسوس پیمانوں کے تابع نہیں ہیں۔

دوسری صورت: جب ہم نبی پاک ﷺ کی سیرت اور آپ کی زندگی کے واقعات میں غور و فکر کرتے ہیں تو ہم پاتے ہیں کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر کثیر

معجزات جاری کیے ہیں جنہیں قبول کیے بغیر کوئی چارہ نہیں اور جن کا انکار کرنے کی کوئی مجال نہیں۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا واقعہ کتنی اسناد سے مروی ہے اور کس چیز کا فائدہ دیتا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونے کا واقعہ کثیر اسناد سے مروی ہے اور تواتر معنوی کا فائدہ حاصل ہونے کی وجہ سے ان کا مجموعہ علم قطعی کا فائدہ دیتا ہے۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کیے اس واقعے کی کیا حیثیت ہے؟

جواب: اس واقعے پر صحیح سندوں کے ساتھ متواتر احادیث مروی ہیں اور چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معاملہ علماء کے درمیان متفق علیہ ہے۔

سوال: جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے لیے صفت عبقریت اور فقط عبقریت کو ہی مسلسل ترویج دیتے رہتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی زندگی سے معجزات کو بعید قرار دیتے ہیں تو یہ لوگ کس چیز سے جاہل بنتے ہیں؟

جواب: وہ لوگ احادیث متواترہ سے جاہل بنتے ہیں جیسے انہیں کچھ پتہ ہی نہ ہو۔ جو احادیث متواتر درستی میں قطعیت کے درجے تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اور وہ لوگ ان احادیث کے بارے میں نہ تو تردیداً اور نہ ہی تائیداًبات کرتے ہیں گویا کہ کتب احادیث ان معجزات سے بھری ہوئی نہیں ہیں۔

سوال: معجزہ کی تعریف بیان کریں۔

جواب: معجزہ ہر وہ کام جو عادت اور مانوسیت سے خارج ہو۔

معجزہ ایسا کلمہ ہے جس میں تدبر اور تحمل کے وقت کوئی ذاتی معنی نہ پایا جاتا ہو بلکہ فقط اس سے نسبی معنی مراد ہوتا ہو۔

سوال: معروف اور غیر معروف اشیاء اپنی اصل کے اعتبار سے کیا ہیں نیز دنیا میں پائے جانے والے چند معجزات بیان کریں۔

جواب: معروف اور غیر معروف اشیاء اپنی اصل کے اعتبار سے معجزہ ہی ہیں۔ دنیا میں پائے جانے والے چند معجزات یہ ہیں:

(1)۔ستارے معجزہ (2)۔حرکت فلک معجزہ (3)۔قانون کشش ثقل معجزہ

(4)۔انسان میں اعصاب کا مجموعہ معجزہ (5)۔انسان میں خون کی روانی معجزہ

(6)۔انسان میں پائے جانے والی روح بھی معجزہ (7)۔انسان بذات خود ایک معجزہ

سوال: فرانسیسی سائنس دان کی کون سی بات کتنی دقیق ہے؟

جواب: فرانسیسی سائنس دان شاتو بریان کی یہ بات اتنی دقیق ہے کہ انسان پر میٹا فزیکل کا اطلاق ہوتا ہے، یعنی ایسا حیوان جو غیب کے پردوں میں چھپا ہو۔

سوال: واقعہ معراج کی حکمت بیان کریں۔

جواب: رسول اللہ ﷺ نے قریش کی طرف سے ملنے والی مختلف قسم کی کثیر تکالیف برداشت کیں اور ان تکالیف میں سے آخر رسول اللہ ﷺ نے طائف کی طرف ہجرت کے وقت برداشت کیں۔ اور بھی نبی کریم ﷺ نے کفار سے طرح طرح کی تکالیف اور اذیتیں برداشت کیں پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی تکریم اور ثابت قدمی اور عزیمت کی تجدید کے لیے اسرا و معراج کی ضیافت آئی۔

پھر ایک دلیل یہ بھی آئی کہ آپ ﷺ نے اپنی قوم کی طرف سے جو مصائب برداشت کیے ان کا سبب یہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنہا چھوڑ دیا تھا یا اللہ تعالیٰ آپ سے ناراض ہو گیا بلکہ محب اور محبوبوں کے ساتھ یہی سنت الٰہیہ ہے۔

سوال: سفر معراج میں بیت المقدس جانے کی حکمت کیا ہے؟

جواب: اس سفر معراج میں بیت المقدس کی طرف جانے میں چند حکمتیں ہیں:

(1)۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیت المقدس کو بڑا تقدس حاصل ہے۔

(2)۔ مسلمانوں کے لیے یہی مناسب ہے کہ ہر زمانے میں وہ اس ارض مقدسہ کی حفاظت اور اس میں دخل اندازی کرنے والوں کی خواہش اور دشمنان دین سے اس کی مدافعت اور حمایت کرتے رہیں۔

(3)۔ حکمت الٰہیہ اس زمانے کے مسلمانوں کو یہ ترغیب دے رہی ہے کہ اس ارض مقدسہ میں یہودیوں کی دشمنی کے سامنے کمزوری، بزدلی اور سستی نہ دکھانا اور اسے ان کی ناپاکی سے پاک کرنا اور اسے اہل ایمان کی طرف لوٹانا۔

سوال: صلاح الدین ایوبی میں عظیم جارحانہ شجاعت کیسے پیدا ہوئی؟

جواب: اس عظیم واقعہ اسراء نے ہی صلاح الدین ایوبی میں عظیم جارحانہ شجاعت پیدا کر دی، جس کی وجہ سے انہوں نے اس مقدس خطے میں صلیبی حملوں کو روکنے کے سلسلے میں اپنی تمام کوششیں صرف کیں یہاں تک کہ انہیں ناکام ونامراد اپنی ایڑیوں پر لٹا دیں۔

سوال: دُودھ اور شراب میں سے دُودھ کو اختیار کرنے میں کیا اسرار و رموز ہیں؟

جواب: جب جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں دودھ اور شراب پیش کی تو نبی کریم ﷺ کا شراب پر دودھ کو اختیار کرنے میں ایک دقیق دلالت ہے، کہ اسلام دین فطرت ہے یعنی وہ دین ہے جو اپنے عقائد واحکام میں ہر وہ چیز رکھتا ہے جو اصل انسانی فطرت کے تقاضے کے مطابق ہو، اور اسلام میں ایسی کوئی شے نہیں جو انسان کی اصلی فطرت سے معارض ہو۔

اگر فطرت طول وابعاد والا جسم ہے تو دین اسلام اس کی مقدار وقد کے مطابق اس کا لباس ہے اور یہی چیز اسلام کے پھیلنے اور لوگوں میں اسے جلد مقبولیت حاصل ہونے میں راز ہے۔

سوال: اسراء اور معراج کے واقعے کی تحقیق میں کون سی کتاب باطل ہے اور کیوں؟

جواب: اسراء اور معراج کے واقعے کی تحقیق پر "معراج ابن عباس" نام کی کتاب
یہ کتاب باطل احادیث کے مجموعے سے مرکب ہے، جس کی کوئی اصل سند نہیں۔
حضرت ابن عباس کی طرف منسوب کر دیا ہے ہر عقل مند یہ بات جانتا ہے کہ ابن عباس
اس سے بری ہیں، انہوں نے معراج رسول پر کوئی کتاب تالیف نہیں کی۔

سوال: معراج کے واقعے پر کس دور میں کتب تالیف کی گئیں؟

جواب: معراج کے واقعے پر تالیف کی تحریک تو اموی دور کے آخر میں ظاہر ہوئی۔

سوال: کس ڈاکٹر نے معراج ابن عباس کتاب کی مدح کی؟

جواب: ڈاکٹر لوس عوض نے اس کتاب کی مدح کی۔

عرض الرسول نفسه على القبائل وبدء اسلام الانصار

(رسول کریم کا اپنے اپ کو قبائل پر پیش کرنا)

سوال: رسول اللہ ﷺ ہر سال حج کے موقع پر لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور حجاج کو کس چیز کی دعوت دیتے تھے؟

جواب: ابن سعد اپنی طبقات میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال حج کے موقع پر لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور حجاج کے پاس ان کے خیموں میں تشریف لے جاتے، اور ذوالمجاز مجنہ اور عکاظ کے میلوں میں بھی تشریف لے جاتے، تو پھر ان سب کو دعوت دیتے کہ وہ شرک سے بعض آجائیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کے تمام پیغامات ان تک پہنچا دیے، اور انہیں جنت کی بشارت دی۔ لیکن آپ ﷺ نے کوئی ایک بھی اپنا مددگار نہ پایا، اور نبی کریم ﷺ ان سے فرماتے: اے لوگو! تم کہو! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تم فلاح پا جاؤ گے۔ اور اس کے ذریعے تم عرب کے مالک بن جاؤ گے، اور عجم تمہارے تابع ہو گا اور جب تم ایمان لے آؤ گے تو جنت میں بھی تم بادشاہ ہوں گے۔

سوال: نبی کریم ﷺ جب حجاج کو دعوت اسلام دیتے تو ابو لہب آپ کے پیچھے پیچھے کیا کہتا؟

جواب: ابو لہب نبی کریم ﷺ کے پیچھے پیچھے یہ کہتا اس کی اطاعت نہ کرنا۔ بے شک یہ بے دین، صابی اور جھوٹا ہے۔ معاذ اللہ۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو بہت بری طرح جھٹلا دیتے اور آپ ﷺ کو ایذائیں دیتے۔

سوال: نبی کریم ﷺ قبیلہ بنو عامر کے پاس کس لیے تشریف لے گئے؟ اور بحیرہ بن فراس نے کیا عرض کیا، اور نبی ﷺ نے اس کو کیا جواب دیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ قبیلہ بنو عامر بن صعصعہ کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اللہ کی طرف بلایا اور اپنے آپ کو ان پر پیش کیا تو ان میں سے ایک شخص جسے بحیرہ بن فراس کہا جاتا تھا اس نے عرض کی، خدا کی قسم! اگر قریش میں سے اس نوجوان کو تھام لوں تو میں تمام عرب کا مالک بن جاؤں، پھر کہا آپ کا کیا خیال ہے؟ کہ اگر ہم آپ کے معاملے پر آپ کی بیعت کر لیں پھر اللہ آپ کو مخالفین پر غلبہ دے دے تو کیا آپ کے بعد حکومت ہمارے لیے ہو گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حکمرانی اللہ ہی کی ہے وہ جسے چاہے عطا کر دے۔ پھر اس شخص نے آپ ﷺ سے کہا: کیا ہم آپ کے دفاع میں اپنی گردن عربوں کے نشانوں پر رکھ دیں اور جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو غلبہ دے تو حکومت ہمارے غیر کے لیے ہو ہمیں آپ کے معاملے کی کوئی حاجت نہیں۔

سوال: قبیلہ خزرج کو نبی کریم ﷺ نے کس طرح دعوت دی اور بعثت کے کس سال میں دعوت دی؟

جواب: بعثت کے گیارہویں سال بھی نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کو قبائل پر پیش کیا اور عقبہ کے پاس قبیلہ خزرج کے ایک قافلے سے آپ کی ملاقات ہوئی نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ہم خزرج کے کچھ افراد ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہود کے حلیف میں سے ہو؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے ان سے کچھ کلام کیا اور اللہ کی وحدانیت کی دعوت دی اور ان پر اسلام پیش کیا اور ان پر قرآن پاک کی تلاوت کی۔ ان کے دل اسلام کو قبول کرنے کے لیے

پہلے سے آمادہ تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے چند افراد سے گفتگو کی انہیں اسلام کی طرف بلایا تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے، تم جانو خدا کی قسم! یہ وہی نبی ہیں جن سے یہود تمہیں ڈرایا کرتے تھے پس یہود ان کو ماننے میں تم سے سبقت نہ لے جائیں۔ نبی کریم ﷺ نے جس کو اسلام کی طرف بلایا انہوں نے اسے قبول کر لیا۔

سوال: قبیلہ خزرج کے دل اسلام قبول کرنے کے لیے پہلے سے آمادہ کیوں تھے؟

جواب: اس لیے کہ قبیلہ بنو خزرج کے شہروں میں یہود ان کے ساتھ رہتے تھے اور اس بات کو جانتے تھے کہ یہود اہل کتاب اور اہل علم ہیں۔ جب بھی یہود اور قبیلہ بنو خزرج کے درمیان جنگ ہوتی تو یہود ان سے کہتے کہ ابھی ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اور اس کا زمانہ قریب آگیا ہے، ہم اس نبی کی اتباع کریں گے اور ان کے ساتھ مل کر ہم تمہیں قتل کریں گے جس طرح قوم عاد اور ارم کو قتل کیا تھا۔

سوال: قبیلہ بنو خزرج والوں نے نبی کریم ﷺ سے کیا کہا ہم اپنی قوم کو کس حالت پر چھوڑ آئے؟

جواب: قبیلہ بنو خزرج والوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ہم اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ کسی قوم میں ہم سے زیادہ باہمی عداوت اور شر نہیں ہو گا۔ ہم اپنی قوم کے پاس جائیں گے ان کو اسلام کے بارے میں دعوت دیں گے اور جس دین کو ہم نے قبول کیا اسے اپنی قوم پر پیش کریں گے۔ اگر اللہ تعالی نے ان کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو پھر آپ سے زیادہ مضبوط کوئی نہیں ہو گا پھر وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔

بیعۃ العقبۃ الاُولیٰ

(بیعت عقبہ اُولیٰ)

سوال: بیعت عقبہ اُولیٰ کیا ہے؟

جواب: موسم حج میں انصار کے 12 آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ سے عقبہ میں ملاقات کی اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس کو عقبہ اُولیٰ کہتے ہیں۔

سوال: انصار کے 12 آدمیوں نے کس کی طرح بیعت کی؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں پر عورتوں کی بیعت کی طرح بیعت کی تھی، بیعت عورتوں کی طرز پر تھی کہ انہوں نے جنگ وجدال کی بیعت نہیں کی۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے بیعت کب لی؟

جواب: فتح مکہ کے دوسرے روز کوہ صفا پر مردوں کی بیعت سے فارغ ہونے کے بعد عورتوں سے بیعت لی تھی۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے انصار کے 12 آدمیوں سے کس چیز پر بیعت لی؟

جواب: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم 12 مرد تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے بیعت کرو: (1)۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، (2)۔ چوری نہیں کرو گے۔ (3)۔ تم زنا نہیں کرو گے (4)۔ تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے (5)۔ تم اپنے دونوں ہاتھ اور پاؤں کے درمیان افترا کے ساتھ نہیں آؤ گے۔ (6)۔ نیکی کے کام میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ (7)۔ جس شخص نے اس بیعت کو برقرار رکھا اس کا اجر اللہ پر ہے جس نے کسی شے کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے چھپالیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر ہے اگر چاہے تو سزا دے اگر چاہے تو اسے معاف کردیں۔

سوال: مقری المدینہ کس صحابی کو کہتے ہیں؟ اور کیوں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گروہ کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ انہیں قران پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور دین کے بارے میں سمجھائیں اسی وجہ سے اپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقری المدینہ کا نام دیا گیا۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی بعثت کے زمانے میں گزرے ان طویل سالوں کے دوران تکالیف آپ ﷺ نے برداشت کیں ان کی حقیقت میں تبدیلی کیسے ظاہر ہوئی؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا صبر رنگ لایا اور نبی کریم ﷺ کی جدوجہد پھل دینا شروع ہو گئی۔ اور دعوت دین کی کھیتی مضبوط ہو گئی اور اپنی جڑ پر برابر نشو نما پا رہی تھی، تا کہ وہ نتیجہ اور پھل دے۔ لیکن ان ثمروں اور بشارتوں کے پیچھے بڑی مختلف قسم کی تکالیف کا سامنا کیا، نبی کریم ﷺ نے اپنی دعوت کو قریش تک محدود نہ کیا بلکہ قریش نے آپ ﷺ کو ہر طرح کی تکالیف و مصائب پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی بلکہ نبی کریم ﷺ حج کے موسم کے دوران مکہ کے باہر سے مختلف جہات و اطراف سے آنے والے قبائل میں داخل ہو جاتے۔

سوال: بعثت کے 11 سالوں تک نبی کریم ﷺ نے کس طرح زندگی بسر کی؟

جواب: بعثت کے 11 سالوں تک رسول اللہ ﷺ نے ایسی زندگی بسر کی جس میں راحت و استقرار نہ تھا۔ اور کفار قریش ہر گھڑی آپ ﷺ کو شہید کرنے کے درپے رہتے۔

سوال: 11 سالوں تک نبی کریم ﷺ نے مشکلات اور تکالیف کو برداشت کیا تو کیا نبی کریم ﷺ کے ارادے اور قوت میں کوئی کمزوری آئی؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے پختہ ارادے میں کچھ کمی نہ آئی اور نہ ہی آپ ﷺ کی قوت و کوشش میں کچھ کمزوری آئی۔ نبی کریم ﷺ نہ تو ان تکالیف کی وجہ سے گھبرائے

اور نہ ہی مایوس ہوئے اور نہ ہی کوئی چیز آپ ﷺ کے اپنے رب کے ساتھ ا...
سے دور کر سکی۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنی چیزوں کا مکلف کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو چیزوں کا مکلف بنایا:

(1)۔ایک اسلامی شریعت اور اسلامی معاشرے کو قائم کرنے کا،

(2)۔ دوسرا اسلامی معاشرے کے قیام میں ناہموار، خاردار راستوں میں چلنا اور ...
کوشش کرنا۔

سوال: جس پھل کا نبی کریم ﷺ کو انتظار تھا وہ پھل آپ ﷺ کی قوم قریش ...
علاوہ لوگوں سے آیا، اگرچہ آپ ﷺ کے پڑوس اور آپ ﷺ کے متصل لوگوں ...
ناگواری کا اظہار کیا اس کی کیا وجہ تھی؟

جواب: اس میں حکمت الہیہ نے یہ تقاضا کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلے مددگار آ...
ﷺ کی اپنی قوم اور علاقے اور ماحول سے نہ ہوں تاکہ کوئی فاسد گمان کرنے وا...
گمان نہ کرے کہ نبی کریم ﷺ کی دعوت ایک قومی دعوت تھی جسے آپ ﷺ نے
اپنی قوم کے میلانات اور ماحول وعلاقے کے مطابق گھڑ لیا تھا۔

سوال: مستشرقین جنہوں نے خالص یورپی اسلوب پر نبی کریم ﷺ کی سیرت ...
تنقیدی جائزہ لینے کی کوشش کی تاکہ مسلمان جو اپنے نبی کریم ﷺ کی سیرت پر مت...
ہیں اسے مٹادیں اور سیرت نبوی کی مشہور روایات کو مسمار کرنے پر قادر ہو جائیں کیا ان...
کی تحقیقات نے ان کے لیے کچھ بدلا؟

جواب: یہ مستشرقین معمولی سی نئی چیز کو ثابت کرنے پر قادر نہ ہو سکے اگر ہم جدید...
آراء میں گہری نظر کریں جنہیں یہ مستشرقین لے کر آئے، چاہے وہ فرانسیسی ہو یا انگریز...

ہو یا جرمن ہو یا ہالینڈ کا ہو تو ہم ان میں خلط ملط اور تضاد کے علاوہ کچھ نہیں پاتے اور آپ دیکھیں گے ان میں سے کوئی بات ثابت کرتا ہے تو دوسرا اسے رد کر دیتا ہے۔

سوال: اللہ تعالی نے مدینہ کی زندگی اور ماحول کو دعوت اسلامیہ کو قبول کرنے کے لیے تیار کر رکھا تھا۔ اہل مدینہ کے دلوں میں اس دین کو قبول کرنے کی نفسیاتی آمادگی موجود تھی تو اس نفسیاتی آمادگی کے اسباب کیا تھے؟

جواب: مدینہ منورہ کے رہائشی اصل مدینہ کے رہائشی سے ملے ہوئے تھے اور وہ مشرکین عرب تھے جب عربوں اور یہودیوں کے درمیان کوئی رنجش واقع ہوتی تو یہود عربوں کو دھمکی دیتے کہ نبی کی بعثت کا وقت آن پہنچا ہے، ہم ان کی اتباع کر کے تم سے قتال کریں گے۔ اہل مدینہ کے پاس اس دین کی کچھ نہ کچھ معرفت تھی تو انہوں نے اس دین کے ساتھ قوی امیدیں لگالیں کہ اس دین کی برکت سے ان کی صفوں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا۔ حکمت الہیہ کا تقاضہ یہ تھا کہ مدینہ پوری دنیا کے اطراف میں اسلام کے پھیلاؤ کا مرکز بن جائے۔

سوال: مشرکین کتنے قبیلوں پر منقسم تھے؟

جواب: مشرکین دو قبیلوں پر منقسم تھے: (1)۔ اوس۔ (2)۔ خزرج۔

سوال: یہود کتنے قبائل پر مشتمل تھے؟

جواب: یہود تین قبائل پر مشتمل تھے: (1)۔ بنو قریظہ (2)۔ بنو نضیر (3)۔ بنو قینقاع

سوال: مشرکین اور یہود کے درمیان کتنے سال جنگیں جاری رہیں؟

جواب: ان کے درمیان 120 سال تک جنگ جاری رہی۔

سوال: قبیلہ اوس اور خزرج کن کے حلیف تھے؟

جواب: قبیلہ اوس بنو قریظہ کا حلیف اور خزرج بنو نضیر کا اور بنو قینقاع کا حلیف تھا۔

سوال: اہل مدینہ کے متعدد افراد نے اسلام قبول کیا ان کے اسلام لانے کی صورت کیا تھی اور ان پر لازم کی جانے والی اسلامی ذمہ داریوں کی حد کیا تھی؟

جواب: اہل مدینہ کا اسلام یقین قلبی اور نطق لسانی دونوں پر مشتمل تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے التزامی طور پر بیعت بھی لی کہ وہ اپنے طریقے کو اسلامی رنگ کے ساتھ رنگ لیں گے اور اپنے نظم و اخلاق اور عام اُصولوں کو اسلامی طریقے کے مطابق تھامے رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے اہل مدینہ سے عہد لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، چوری نہیں کریں گے، زنا نہیں کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے اور رسول اللہ ﷺ انہیں جس نیک کام کو حکم دیں گے وہ نافرمانی نہیں کریں گے۔

سوال: حضرت سیدنا مصعب بن عمیر نے کس طرح اہل مدینہ کو دعوت اسلام دی؟

جواب: حضرت سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اہل مدینہ کی طرف چل پڑے۔ اہل مدینہ کو اسلام کی دعوت دی اور ان پر قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کرنے لگے اور جب کوئی شخص اس طرح آتا کہ اس کے ہاتھ میں نیزہ ہوتا اور وہ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے کچھ نہ کہتے سوائے اس کے آپ کتاب اللہ میں سے کچھ اس پر تلاوت فرماتے اور اسے اسلام کے بعض احکام سے آگاہ کرتے حتیٰ کہ وہ اپنا ہتھیار پھینک دیتا اور آپ کے اردگرد دوسرے مسلمانوں کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھ جاتا اور قرآن و اسلام کے احکام کو سیکھنے لگتا حتیٰ کہ پورے مدینہ کی گلی کوچوں میں اسلام پھیل گیا ہر کوئی آپس میں اسلام کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔

سوال: مصعب بن عمیر کون تھا؟

جواب: مصعب بن عمیر جو مکہ کے نوجوانوں میں سے خوبصورت اور بہت زیادہ ناز و نعم والے تھے، وہ خوبصورت لباس اور اچھی جسامت والے نوجوان تھے۔ جب اسلام میں

داخل ہوئے تو ہر طرح کی عیش و عشرت کو چھوڑ دیا۔ دعوت اسلامیہ کے راستے میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور ہر طرح کی شدت و سختی کے گھونٹ بھرے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ غزوہ احد میں شہید ہو کر اپنی آرزو کو پورا کیا۔ آپ کے کفن کے لیے ایک کپڑا تھا تو صحابہ کرام جب اسی کپڑے کے ساتھ آپ کا سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ جب اس بات کی خبر نبی کریم ﷺ کو دی گئی تو نبی کریم ﷺ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالی عنہ کی ناز و نعم والی ابتدائی زندگی کو یاد کر کے رونے لگے پھر فرمایا: اس کفن کو ان کے سر پر ڈال دو اور پاؤں پر کچھ گھاس ڈال دو۔

سوال: کیا دعوت اسلامیہ کی ذمہ داری فقط انبیاء و رسل اور علماء کی ہے؟

جواب: ہر مسلمان اپنی شان اور اپنے عمل اور اپنی خصوصیت کے مطابق اس ذمہ داری کے ساتھ دعوت اسلامیہ کا کام کرے، کسی مسلمان کے لیے اس سے بچنے اور اس سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ دعوت کی حقیقت یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا یہ تمام کا تمام اسلام میں جہاد ہی کا نچوڑ ہے۔

بیعۃ العقبۃ الثانیۃ

(بیعت عقبہ ثانیہ)

سوال: بیعت عقبہ ثانیہ کا پس منظر بیان کریں۔

جواب: حضرت کعب بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ایام تشریق کے درمیان عقبہ میں ملنے کا وعدہ کیا۔ جب ہم حج سے فارغ ہوئے اور وہ رات آئی جس کا رسول اللہ ﷺ نے وعدہ فرمایا، اس رات ہم اپنی قوم کے ساتھ خیموں میں سوگئے، تہائی رات گزر گئی۔ ہم اپنے خیموں سے نکلے اور رسول اللہ ﷺ کے وعدہ کے مطابق بلی کے چلنے کی طرح چھپتے چھپاتے خفیہ طور پر پہنچ گئے۔ ہم عقبہ کے نزدیک ایک گھاٹی میں جمع ہوگئے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں ہم گھاٹی میں جمع ہو کر رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے حتی کہ آپ ﷺ اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے ساتھ تشریف لائے، قوم نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے لیے اور اپنے رب کے لیے جو چاہیں لے لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے گفتگو کرتے ہوئے قرآن کی تلاوت کی، اور انہیں اللہ کی طرف بلایا پھر فرمایا تم میری اس بات پر بیعت کرو تم میری حفاظت اس طرح کریں گے جس طرح تم اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ حضرت برا ابن معرور نے آپ کا مبارک ہاتھ پکڑا، پھر عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا، ہم آپ کی ہر اس چیز سے حفاظت کریں گے جس سے ہم اپنی اولاد کی کرتے ہیں پھر اس کے بعد پوری قوم نے بیعت کی۔

سوال: جب ابوالہیثم بن التیہان نے عرض کی: ہمارے اور یہود کے درمیان معاہدے ہیں، ہم اگر انہیں ختم کر دیں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم معاہدے ختم کر دیں۔ پھر آپ کو غلبہ مل جائے آپ اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں اور ہمیں چھوڑ دیں اس سوال کا نبی کریم ﷺ نے کیا جواب دیا؟

جواب: یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا: تمہارا خون میرا خون ہے،

تمہاری حرمت میری حرمت ہے، میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو، میں اس سے جنگ کروں گا جس سے تم جنگ کروگے اور اس سے صلح کروں گا جس سے تم صلح کروگے۔

سوال: قبیلہ خزرج اور اوس سے نبی کریم ﷺ نے کتنے نقیب بنائے اور نقیبا کو کیا فرمایا؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے قبیلہ خزرج اور اوس سے 12 نقیب نکالے جن میں نو خزرج اور تین اوس سے تھے۔ جب انہیں منتخب کرلیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنی قوم پر اسی طرح کفیل ہو جس طرح حواری عیسیٰ بن مریم کے کفیل تھے اور میں اپنی قوم پر کفیل ہوں۔

سوال: عباس بن عبادہ نے نبی ﷺ سے کیا عرض کیا اور نبی ﷺ نے کیا جواب دیا؟

جواب: عباس بن عبادہ نے عرض کی اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر آپ چاہیں تو ہم صبح ہی منی والوں پر اپنی تلواروں سے حملہ کردیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا لیکن تم اپنے خیموں کی طرف لوٹ جاؤ۔

سوال: حضرت سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کو قوم نے کہاں پایا اور حضرت سعد کے ساتھ قوم نے کیا سلوک کیا؟

جواب: حضرت سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کو ذاخر کے مقام پر پالیا اور یہ دونوں نقیب تھے۔ حضرت منذر نے قوم کو عاجز کردیا اور بھاگ گئے، لیکن حضرت سعد کو انہوں نے پکڑ لیا انہوں نے کجاوے کی رسی کے ساتھ ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ کر ان کو مارا اور ان کی پیشانی کے بال کھینچتے ہوئے چلتے گئے حتی کہ وہ مکہ میں داخل ہوگئے۔

سوال: حضرت سعد کو قوم کے ظلم وستم سے کن شخصوں نے خلاصی دلائی؟

جواب: مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ آئے انہوں نے سعد کو قوم کے ظلم سے خلاصی دلائی۔

سوال: بیعت عقبہ اولی اور بیعت عقبہ ثانیہ کے درمیان فرق بیان کریں۔

جواب: بیعت عقبہ اولی اور بیعت عقبہ ثانیہ کے درمیان دو فرق ہیں:

پہلا فرق: پہلی مرتبہ اہل مدینہ کے بیت کرنے والوں کی تعداد 12 تھی لیکن بیت عقبہ ثانیہ میں ان کی تعداد 70 سے زائد تھی اور ان میں دو عورتیں بھی تھیں جو پہلے سال جب یہ 12 افراد اور ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر واپس لوٹے تو یہ افراد اپنے اپ تک ہی محدود نہ رہے بلکہ انہوں نے اپنے ارد گرد کے تمام مرد عورتوں کو اسلام کی خوشخبری دی وہ قران پاک کی تلاوت کرتے اور ان کے لیے اسلام کے احکام و نظام کو بیان کرتے،

دوسرا فرق: بیعت عقبہ اولی کی واضح شرائط جہاد بالقوۃ کی طرف اشارے سے خالی تھیں، لیکن بیعت عقبہ ثانیہ نہ صرف اس اشارے کو متضمن تھی۔ بلکہ اس میں جہاد کے ضروری ہونے اور رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے کی صراحت موجود ہے اور دین کی دعوت عام کرنے کے لیے ہر ذریعہ بنانے کی بھی صراحت موجود ہے۔

سوال: جہاد اور اس کی مشروعیت کے بارے میں پہلے کون سی آیت نازل ہوئی؟

جواب: سب سے پہلے جہاد کی مشروعیت پر نازل ہونے والی ایت یہ ہے:

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔

سوال: جہاد بالقوۃ کی مشروعیت کی تاخیر میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اس میں چند حکمتیں ہیں، ان میں دو کو بیان کرتے ہیں:

پہلی حکمت: جہاد سے پہلے اسلام کا تعارف ہو جائے اور اس کی طرف دعوت دی جائے اور اس کے حق ہونے پر دلائل قائم کیے جائیں۔

دوسری حکمت: اپنے بندوں پر اللہ پاک کی رحمت کا تقاضا یہی تھا ان کے لیے دارالاسلام کے پائے جانے تک ان کو کتاب کے وجوب کو مکلف نہ بنایا جائے۔

سوال: جہاد کی کیا تعریف ہے؟

جواب: اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے سلسلے میں اپنی تمام تر کوششیں خرچ کر ڈالیں.

سوال: جہاد کی غرض وغایت بیان کریں۔

جواب: اسلامی معاشرہ قائم کرنا اور صحیح اسلامی سلطنت تشکیل دینا ہے۔

سوال: رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں۔ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا تو اس نے اپنے مال اور اپنے جان مجھ سے بچالی مگر اس کا حق اور اس کا حصہ اللہ کے ذمہ ہے۔

سوال: دفاعی قتال کیا ہوتا ہے؟ اور اس کا جہاد سے تعلق ہے؟

جواب: دفاعی قتال وہ ہوتا ہے جس میں مسلمان اپنے مال، عزت، زمین یا اپنی زندگی کا دفاع کرتا ہے۔ یہ جہاد کی ایک دوسری قسم ہے جس کا فقہ اسلامی کے اصطلاحی جہاد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس کو قتال صائل (حملہ ہونے پر اپنا دفاع کرنا) اس کا بھی نام دیا جاتا ہے۔

سوال: مغربی لوگ اور انگریز کیا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر جہاد کی فکر ختم کر دی جائے؟

جواب: ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے اپنی کتاب "آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی" میں ایک مشہور انگریز مستشرق انڈرسن کی بات یوں نقل کرتے ہیں:

مغربی لوگ اور خاص طور پر انگریز مسلمانوں کے اندر فکر جہاد کے ظاہر ہونے سے خوف کھاتے ہیں تاکہ اس وجہ سے وہ یک زبان ہو کر متحد نہ ہو جائیں اور اپنے دشمنوں کے سامنے کھڑے نہ ہو جائیں۔ اسی لیے وہ جہاد کے نظریے کے منسوخ ہونے کی ترویج کے درپے ہیں۔

سوال: ڈاکٹر سعید رمضان البوطی کی جب انگریز مستشرق سے ملاقات ہوئی تو اس نے جہاد کے موضوع پر اپنی کیا رائے دی؟

جواب: ڈاکٹر سعید رمضان نے جہاد کے موضوع پر اس سے رائے پوچھی تو ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: اس نے مجھے نصیحت کی کہ جہاد آج کے دور میں فرض نہیں۔ اس قسم کے قاعدہ کی بنا پر کہ مرور زمانہ سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں۔

اذن رسول اللہ لاصحابہ بالهجرة الى المدينه

(رسول اللہ کا اپنے صحابہ کو مدینے کی طرف ہجرت کی اجازت دینا)

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے مکہ چھوڑ کر مدینے کی طرف ہجرت کی اس واقعے کو قلم و قرطاس فرمائیں۔

جواب: جب مشرکین قریش نے مسلمانوں کو بہت زیادہ تکالیف دینا شروع کر دیں، اور انہوں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان پر بھی مزید سختیاں شروع کر دیں اور ان کے ساتھ تمسخر کرنے لگے اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے ایسی ایسی اذیتیں پائیں جو پہلے کبھی نہ پائیں تھیں، تو اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی اور ہجرت کی اجازت چاہی، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارے دار ہجرت کی خبر دے دی گئی ہے۔ پس جو مکہ سے ہجرت کرنا چاہتا ہے وہ یثرب کی طرف ہجرت کرے۔ لہذا صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم ہجرت کی تیاری کرنے لگے اور باہم مشورہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے لگے۔

سوال: سب سے پہلے کون سے صحابی مدینہ میں تشریف لائے؟

جواب: سب سے پہلے جو مدینہ میں تشریف لائے وہ ابو سلمہ بن عبد اللہ الاسد تھے۔

سوال: حضرت عمر بن خطاب نے کس طرح ہجرت کی؟ اس کا پس منظر بیان کریں۔

جواب: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ تمام صحابہ کرام نے خفیہ طور پر ہجرت کی حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور اپنی کمان کندھے پر رکھی اور اپنے ہاتھ میں تیر پکڑ لیے اپنا نیزہ کمر پر باندھ لیا، پھر کعبہ معظمہ کی طرف چل

...سکون کے ساتھ کعبہ کے گرد چکر لگائے، مقام ابراہیم کے پاس آ کر نماز پڑھی پھر ٹھہر کر کہنے لگے: چہرہ بگڑ جائے! اللہ خاک آلود نہیں کرتا مگر اس کی ناک جو چاہتا ہے اس کی ماں اس پر روئے، یا اس کے بچے یتیم ہو جائیں تو وہ مجھے وادی کے اس پار ملے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کچھ لوگ آپ کے ساتھ چل پڑے، آپ نے جو رہنمائی کرنی تھی اس کے متعلق انہیں کچھ سکھایا پھر اپنے چہرے کی سیدھ میں مدینے کی طرف چل پڑے۔

سوال: مکہ میں کون سے لوگ تھے جنہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہیں کی؟

جواب: مکہ میں کچھ لوگ رہ گئے، جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت نہیں کی۔ جن میں رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی، یا وہ مسلمان تھے جو مشرکین کی قید میں تھے، یا مریض تھے، یا وہ جو کمزوری کی وجہ سے نکلنے سے عاجز تھے۔

سوال: اہل مدینہ کا مثالی بھائی چارہ اور ایثار بیان کریں۔

جواب: اہل مدینہ نے مہاجرین کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کی خیر خواہی اور مدد کی، اہل مدینہ نے اللہ کے لیے محبت اور اسلامی بھائی چارے کی سچی مثال قائم کر دی۔ اللہ تعالی نے دینی بھائی چارے کو نسبی بھائی چارے سے زیادہ مضبوط کر دیا۔ اسی وجہ سے ابتدائے اسلام میں دین کی راہ میں مہاجر اور دینی بھائی چارے اور دینی تعلق اور رشتے کی بنیاد پر میراث تھی۔

سوال: ہجرت کی مشروعیت سے کتنے شرعی حکم مستنبط ہوتے ہیں؟

جواب: دو شرعی حکم مستنبط ہوتے ہیں:

(1)۔ دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے۔

(2)۔ مسلمانوں پر ایک دوسرے کی مدد کرنا واجب ہے۔

سوال: مسلمانوں پر ایک دوسرے کی مدد کرنا کب واجب ہے؟

جواب: امام ابو بکر بن العربی فرماتے ہیں جب مسلمان قیدی یا کمزور ہوں تو ان کے

ساتھ ولایت قائم ہے اور بدن کے ساتھ ان کی مدد کرنا واجب ہے، جب تک ہم سب ہلاک نہ ہو جائیں۔ اگر ہماری قوت اور طاقت میں ہو تو ہم انہیں قید سے چھٹکارا دلائیں، یا انہیں نکالنے میں اپنے تمام اموال خرچ کر ڈالیں حتی کہ ہمارے پاس کوئی درہم باقی نہ رہے۔ مسلمانوں پر ایک دوسرے کے ساتھ دلی محبت اور دوستی لازم ہے۔

ہجرۃ الرسول

(رسول اللہ کی ہجرت)

سوال: رسول اللہ ﷺ کی مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کا پس منظر بیان کریں۔

جواب: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ مسلمان جوق در جوق مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کی اجازت لینے آئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ہجرت میں آخری صحابی تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ! مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کہ آپ بھی ہجرت کی امید رکھتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ آپ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے رک گئے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس موجود دو اونٹنیوں کو تیار کیا اور چار ماہ تک خوب دیکھ بھال کی، اسی دوران قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک گروہ ہو گیا اور آپ کے اصحاب بھی کافی ہو گئے جو ان کے اور ان کے شہروں کے علاوہ لوگوں میں سے ہیں تو انہوں خوف ہوا کہ کہیں رسول اللہ ان کی طرف تشریف نہ لے جائیں اور انہیں جمع کر کے ہمارے خلاف جنگ نہ کریں۔

سوال: مشرکین نے دار الندوہ میں جمع ہو کر نبی ﷺ کے معاملے میں کیا مشورہ کیا؟

جواب: سب مشرکین دار الندوہ میں جمع ہو گئے اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ کے معاملے میں کیا کرنا ہے؟ آخر کار وہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ قبیلے سے

مضبوط نوجوان لیں اور انہیں تیز دھار تلوار دیں پھر وہ تمام لوگ یکبار گی حملہ کر کے نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیں، یوں بنو عبد مناف ساری قوم سے جنگ کرنے پر قادر نہ ہو سکیں گے اور انہوں نے ایک معین دن کی معیاد مقرر کر دی۔

سوال: حضرت جبرائیل امین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کس لیے حاضر ہوئے؟

جواب: حضرت جبرائیل امین خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی طرف سے ہجرت کا حکم دیا اور اس رات اپنے بستر پر سونے سے منع کیا۔

سوال: نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر دوپہر کی گرمی میں کس لیے تشریف لائے؟

جواب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں دوپہر کی گرمی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایسی گرمی میں رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ حالانکہ ایسے وقت میں نبی کریم ﷺ کبھی بھی تشریف نہیں لائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کوئی بات ضرور ہے، جس کے لیے نبی کریم ﷺ اس وقت تشریف لا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے گھر والوں کو دور کر دو اور مجھے ہجرت کا حکم دے دیا گیا ہے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ قبول فرمالیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے ثمن کے بدلے لوں گا۔

سوال: حضرت اسماء بنت ابو بکر کو ذات النطاقین کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: جب نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لیے زاد راہ کو ایک چمڑے کے تھیلے میں ڈال دیا۔ اسماء بنت ابو بکر نے اپنے کمر بند کو پھاڑ کر اس سے چمڑے کے تھیلے کا منہ باندھ دیا اسی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔

سوال: حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو مکہ میں نبی کریم ﷺ نے کس وجہ سے
ٹھہرنے کا حکم دیا؟

جواب: اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ لوگوں کو وہ چیزیں واپس کر دیں جو
انہوں نے آپ کے پاس امانتا رکھوائی تھی۔

سوال: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے کو کیا حکم دیا؟

جواب: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو
حکم دیا کہ وہ دن بھر مکہ کے لوگوں کی باتیں سنیں پھر شام کو ان کی خبروں کے ساتھ
ہمارے پاس آئیں۔

سوال: عامر بن فہیرہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے کس چیز کا حکم دیا؟

جواب: عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تم دن بھر بکریاں چرانا اور رات کو غار کے پاس بکریاں
لے آنا تاکہ ہم ان کے دودھ سے کھانے کا اہتمام کریں۔

سوال: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
تشریف لے گئے تو کتنا مال ساتھ لے گئے؟

جواب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنا سارا مال و دولت اپنے ساتھ
لے لیا وہ پانچ ہزار یا چھ ہزار درہم تھے۔

سوال: دار الندوہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ قصی بن کلاب کا گھر تھا قریش جہاں ہر معاملے کا فیصلہ کرتے تھے۔

سوال: جب ابو قحافہ نے کہا میرے خیال میں کہ ابو بکر اپنے ساتھ اپنا سارا مال لے
گئے اور تمہیں بھوکا چھوڑ گئے تو حضرت اسماء نے کیا کہا؟

جواب: حضرت اسماء نے کہا ہر گز ایسا نہیں وہ تو ہمارے لیے بہت زیادہ چھوڑ گئے
حضرت اسماء فرماتی ہیں میں نے کچھ پتھر لیے اور گھر میں جس جگہ طاق میں م

اپنا مال رکھتے تھے وہیں پر رکھ دیے۔ ان کے اوپر ایک کپڑا ڈال دیا میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے دادا! اپنا ہاتھ اس مال پر رکھیں انہوں نے اپنا ہاتھ اس مال پر رکھا۔ کہا کوئی حرج نہیں۔ اگر وہ یہ تمہارے لیے چھوڑ گئے ہیں تو تمہارے لیے اچھا اور اس سے گزارا ہو جائے گا۔

سوال: جس طرح نبی کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو اسی رات جب عشاء کا وقت ہوا تو مشرکین نے کیا کہا؟

جواب: مشرکین نبی کریم ﷺ کے دروازے پر جمع ہونے لگے اور آپ کی تاک میں بیٹھے رہے تاکہ نبی کریم ﷺ کو معاذ اللہ شہید کر دیں لیکن رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان سے نکل کر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند میں سے کچھ اُونگھ ڈال دی تھی۔

سوال: نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور کی طرف کب تشریف لے گئے؟

جواب: راجح قول کے مطابق یہ سفر ربیع الاوّل کے دوسرے دن بمطابق 20 ستمبر 622 عیسوی کو شروع ہوا آپ کی بعثت کے 13 سال گزر چکے تھے۔

سوال: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے پہلے غار میں داخل کس لیے ہوئے؟

جواب: اس لیے غار میں داخل ہوئے تاکہ دیکھ لیں اس میں کوئی درندہ یا سانپ تو نہیں اور اپنی جان کے ساتھ رسول اللہ کی حفاظت کریں۔

سوال: جب مشرکین کو نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بارے میں معلومات ہوئیں تو انہوں نے کیا کہا؟

جواب: مشرکین مدینہ کے راستوں میں پھیل گئے اور ہر جگہ آپ کو تلاش کرنے لگے حتیٰ کہ وہ غار ثور تک پہنچ گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوف زدہ ہو گئے

عرض کی اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے قدموں کے نیچے دیکھے تو ضرور ہمیں دیکھ لے رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دیا: ان دو کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے تمہارے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔ اللہ تعالی نے مشرکین کو اندھا کر دیا حتی کہ ان میں سے کسی ایک کی بھی اس طرف توجہ نہ گئی۔

سوال: مشرکین نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو پکڑ کر لانے والے کے لیے کیا اعلان کیا؟

جواب: مشرکین نے اعلان کر دیا کہ جو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو پکڑ کر لائے گا اسے ان دونوں کے بدلے پوری دیت (یعنی 100 اونٹوں) کا انعام دیا جائے گا۔

سوال: سراقہ بن جعشم کس طریقے سے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کے لیے نکلا اور گھوڑے نے کس طرح اس کے ساتھ کیا؟

جواب: ایک دن بنو مدلج کی ایک جماعت مجلس میں بیٹھی تھی ان کے درمیان سراقہ بن جعشم بھی تھا اچانک انہیں میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا میں نے ابھی ساحل سمندر چند اشخاص کو دیکھا ہے۔ میری رائے ہے یہ محمد اور اس کے اصحاب ہیں پھر سراقہ کچھ دیر مجلس میں بیٹھا، پھر کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا یہاں تک کہ نبی پاک کے قریب پہنچا اس کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور یہ نیچے گر گیا پھر دوبارہ سوار ہو کر چلا پھر اس کے گھوڑے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے، حتی کہ وہ گھٹنوں تک نیچے چلے گئے اور سراقہ گر گیا پھر اس نے اپنے گھوڑے کو جھڑکا یہاں تک کہ دوبارہ کھڑا ہونے لگا تو سراقہ جان گیا کہ اسے رسول اللہ نے روک لیا ہے۔ اس کے دل میں شدید رعب طاری ہو گیا۔ سراقہ نے انہیں ندا دی اور امان طلب کرنے لگا، اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے معذرت کرنے لگا اور معافی مانگنے لگا پھر سراقہ اس راستے سے مکہ وا...

یوں سراقہ صبح ان دونوں کو قتل کرنے کی کوشش میں نکلا مگر شام میں ان دونوں کی
ظت کر رہا تھا۔

قدوم قباء

(نبی کریم کی قبا میں آمد)

سوال: قبا میں نبی کریم ﷺ نے کس کے گھر پر قیام کیا؟

جواب: قبا میں نبی کریم ﷺ نے کلثوم بن ہدم کے گھر میں کچھ دن قیام فرمایا۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے قبا میں کس چیز کی بنیادیں رکھیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے وہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی یہ وہی مسجد ہے جس کی تعریف
ں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ
یْهِ. یہی وہ مسجد ہے جس کی پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ
س قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔

سوال: نبی کریم ﷺ کی سواری کس جگہ پر ٹھہری تھی؟

جواب: نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول مدینے میں پہنچے تھے۔ انصار لوگ آپ کے ارد
گرد اکٹھے ہو گئے، ہر ایک آپ کی سواری کی لگام تھامنے لگا رسول اللہ ﷺ نے ان
وگوں سے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ مامور ہے پھر یہ اونٹنی مدینے کی گلیوں اور کھلے طویل
راستوں میں چکر لگاتی رہی حتیٰ کہ وہ اونٹنی بنو نجار کے دو یتیم بچوں کے مربد (کھلیان) میں
حضرت ابو ایوب انصاری کے گھر کے سامنے جا کر بیٹھ گئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا انشاء
اللہ یہی منزل ہے۔

صورة عن مقام النبی فی بیت ابی ایوب

(حضرت ایوب انصاری کے گھر حضور کا قیام)

سوال: حضرت ابو ایوب انصاری نے نبی کریم ﷺ کو اوپر والی منزل کی طرف تشریف لانے کا کیوں کہا؟

جواب: حضرت ابو ایوب فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے تو حضور نبی کریم ﷺ گھر کے نچلے حصے میں رہنے لگے۔ میں اور ام ایوب اوپر والے حصے میں رہتے تھے۔ ایک دن ہمارا گھڑا ٹوٹا اس میں پانی تھا۔ میں نے اور میری بیوی نے ایک لحاف اٹھایا اس کے علاوہ ہمارے پاس اور لحاف بھی نہ تھا جس سے پانی خشک کرتے، پھر ہم اسی سے پانی خشک کرنے لگے اس ڈر سے کہ یہ قطرے رسول اللہ ﷺ پر نہ گریں جس سے آپ ﷺ کو کچھ اذیت پہنچے، تو میں اسی حالت میں نیچے آیا اور آپ ﷺ سے بالائی منزل پر آنے کا کہا اور مسلسل نبی کریم ﷺ کی شفقت کا طالب رہا حتی کہ آپ ﷺ بالائی منزل پر منتقل ہو گئے۔

سوال: حضرت ابو ایوب نبی کریم ﷺ کے لیے کس طرح کھانا تیار کرتے اور کتنا کھانا نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجتے؟ نیز کیا حضور کے کھانے سے برکت بھی حاصل کرتے؟

جواب: حضرت ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کرتے پھر تمام کا تمام کھانا آپ کی طرف بھیج دیتے تو جب آپ ﷺ سے کھانا بچ کر تشریف لاتا تو حضرت ایوب اور ام ایوب اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے آپ کے ہاتھ کی جگہ سے قصد کرتے اور اسی جگہ سے کھاتے جہاں نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کا اثر ہوتا۔

سوال: حضرت ابو ایوب کے گھر سے آئے ہوئے پیاز یا لہسن نبی کریم ﷺ نے کیوں نہیں کھائے؟

جواب: ایک مرتبہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں پیاز یا لہسن پیش کیے تو نبی کریم ﷺ نے اس کھانے کو تناول نہیں فرمایا اس لیے کہ اس کھانے میں ایک پودے کی بو پائی جاتی ہے اور میں تو مناجات کرنے والا شخص ہوں بہر حال تم اسے کھالو۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے اپنے ساتھ سفر ہجرت میں حضرت ابو بکر صدیق کو کیوں خاص کیا؟

جواب: اس بات سے علماء نے رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابو بکر صدیق سے محبت کی انتہا کو مستنبط کیا ہے۔ اس لیے تمام صحابہ میں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے زیادہ حضور کے قریب تھے۔ اپنے مرض کے وقت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی نماز پڑھانے پر خلیفہ بنایا، اسی طرح صحیح حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میں اپنا خلیل بناتا تو ضرور ابو بکر کو ہی بناتا۔

سوال: حضرت عمر نے اعلانیہ طور پر مشرکین کو چیلنج کرتے ہوئے بغیر کسی خوف و خطر کے کیوں ہجرت کی جب کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپتے ہوئے اپنی جان کی احتیاط کرتے ہوئے ہجرت فرمائی کیا حضرت عمر نبی کریم ﷺ سے زیادہ جرات والے تھے؟

جواب: حضرت عمر ہو یا کوئی دوسرا مسلمان اگر وہ ایسا کام کرتا ہے تو یہ اس کا ذاتی و شخصی تصرف ہے جس میں تشریعی حجت نہیں ہے، اسے ایمان باللہ اور جرات و قوت کے مطابق جو اسلوب و وسائل اور پسند آئیں ان کے مطابق اسے کام کرنے کا اختیار ہے بہر حال رسول اللہ ﷺ وہ تو احکام شرع بیان کرنے والے ہیں یعنی نبی کریم ﷺ کے دین کے متعلق جمیع تصرفات ہمارے لیے شریعت ہیں اسی وجہ سے شریعت کے مصادر میں آپ کی سنت دوسرا مصدر ہے۔

سوال: مشرکین مکہ آپ ﷺ کے پاس امانت بھی رکھتے تھے اور آپ ﷺ کو

جھٹلاتے بھی تھے لیکن وہ آپ سے بہتر کوئی صادق اور امین نہیں پاتے تھے۔ اسی طرح وہ لوگ جو ضرورت کے اشیاء اور مالوں پر خوف پاتے اسے حضور ﷺ کے پاس رکھوائے تھے اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: یہ تمام چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا کفر کرنا آپ ﷺ کے صدق میں شک کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اپنے تکبر اور اس حق پر لڑائی کی وجہ سے تھا۔

سوال: اسلام اور نوجوان کی خدمات بیان کریں۔

جواب: حضرت عبد اللہ بن ابو بکر کی وہ لگن دیکھتے ہیں جسے وہ مکہ اور غار میں آنے جانے کے لیے خرچ کرتے رہے، اسی طرح وہ کفار کی خبروں کو تلاش کرتے ہیں پھر انہیں اپنے والد اور رسول اللہ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے ہم سب کو یہ سبق ملتا ہے کہ انسان اپنی ذات تک محدود نہ رہے، اور اپنی عبادات پر ہی اکتفانہ کر بیٹھے، بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اسلام کے راستے میں کوششیں کرتے ہوئے اپنی طاقت کو استعمال کرے۔

سوال: اہل مدینہ کا استقبال اور نبی کریم ﷺ سے ان کی والہانہ محبت بیان کریں۔

جواب: جس شدید محبت کی انتہا کے ساتھ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کا استقبال ہوا اس سے کچھ باتیں واضح ہو جاتی ہیں کہ اہل مدینہ کے انصار کے دل میں نبی کریم ﷺ کی کتنی محبت چھلک رہی تھی۔ چاہے وہ مرد ہوں یا بچے ہوں، وہ لوگ ہر روز مدینہ سے باہر جاتے اور سورج کی تپش میں رسول اللہ ﷺ کے آنے کا انتظار کرتے حتی کہ شام ہو جاتی پھر وہ دوبارہ لوگ گھر واپس آ جاتے۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو تشریف لاتے دیکھا تو ان کے دلوں میں ہمدردیاں جوش مارنے لگی، رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے اور ان کے پاس آنے کی خوشی میں ان کی زبانیں غزلیں اور قصیدے پڑھنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود ان سے محبت کا تبادلہ کیا۔ اس سارے قصے سے ہمیں اس بات کی طرف رہنمائی ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت فقط اتباع میں نہیں ہے بلکہ محبت ہی اتباع کی اساس اور اتباع پر ابھارنے والی ہے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کے تبرکات اور توسل پر دلیل بیان کریں احادیث کی روشنی میں۔

جواب: امام بخاری اور امام مسلم نے کثیر روایات ذکر کی ہیں۔ جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نبی کریم ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کرتے اور نبی کریم ﷺ کے توسل سے شفا، عنایت اور توفیق طلب کیا کرتے تھے ہم بطور دلیل دو احادیث مبارکہ بیان کرتے ہیں:

حدیث 1۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت ام سلمہ نے حضور ﷺ کے کچھ بال مبارک ایک بوتل نما چیز میں محفوظ کیے ہوئے تھے، تو جب بھی کسی صحابی کو آنکھ یا کہیں تکلیف ہوتی تو وہ ایک برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ کے بارگاہ میں بھیجتے تو آپ ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈال دیتیں پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ اسے برکت اور شفا کے توسل کے طور پر پی لیتے تھے۔

حدیث 2۔ حضور وام سلیم کے گھر میں تشریف لے جایا کرتے جب وہ گھر میں موجود نہ ہوتیں، تو ایک دن آپ تشریف لائے اور ان کے بستر پر سوگئے، جب ام سلیم آئیں تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا پسینہ بستر پر پڑے چمڑے کے ٹکڑے تر کر رہا ہے، تو انہوں نے اپنا سنگاردان کھولا اس پسینے کو پونچھ کر بوتلوں میں نچوڑنے لگیں حتی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جاگ گئے۔ فرمایا: اے ام سلیم! آپ کیا کر رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اس سے اپنے بچوں کے لیے برکت کی امید رکھتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا تم صحیح کر رہی ہو۔

القسم الرابع

الاساس الاول بناء المسجد

(پہلی بنیاد مسجد کی تعمیر)

سوال: پہلا دارالاسلام کب وجود میں آیا؟

جواب: جب رسول اللہ ﷺ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اس وقت روئے زمین پر پہلا دارالاسلام وجود میں آیا۔

سوال: پہلی مسجد کی تعمیر کا پس منظر بیان کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ کی اونٹنی انصار کے دو یتیم لڑکوں کی زمین میں بیٹھ گئی تھی اسعد بن زرارہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے پہلے اس جگہ کو جائے نماز بنا چکے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اس جگہ میں مسجد تعمیر کی جائے۔ اور ان دونوں لڑکوں کو بلایا رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس زمین کا سودا کرنا چاہا تو ان دونوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کو ہم ہبہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا حتی کہ دس دینار میں یہ زمین خرید لی۔ اس زمین میں کچھ غرقد اور کھجور کے درخت تھے، کچھ مشرکین کی پرانی قبریں تھیں۔ قبروں کو اکھیڑ دیا اور درختوں کو کاٹ دیا گیا۔

سوال: کیا اسلام کی پہلی مسجد کی تعمیر میں نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ شریک تھے؟

جواب: نبی کریم ﷺ مسجد کی تعمیر میں اپنے صحابہ کے ساتھ خود شریک ہوئے اور آپ بذات خود ان کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے۔

سوال: اسلام کی پہلی مسجد کا قبلہ کیا تھا؟

جواب: اس کا قبلہ بیت المقدس رکھا گیا۔

سوال: اسلام کی پہلی مسجد کی چھت کس طرح بنائی گئی؟

جواب: کھجور کے ستونوں پر کھجور کی پتیوں اور ٹہنیوں سے چھت بنائی گئی۔

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد کی تعمیر میں کون سے اشعار پڑھتے تھے؟

جواب: یہ اشعار پڑھتے:

اللھم لا خیر الا خیر الاٰخرہ، فانصر الانصار والمھاجرۃ.

سوال: رسول اللہ ﷺ کی مسجد کب تک اسی طرز پر رہی جس طرح نبی ﷺ نے بنایا تھا؟

جواب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت تک بغیر تغیر و زیادتی کے اسی صورت پر رہی۔

سوال: حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان کے دور میں کیا کیا تغیر و تبدل ہوئے مسجد میں؟

جواب: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسجد میں کچھ تحسین کی زیادتی کی لیکن اس کی بنیادیں وہی رہیں جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں اچھی خاصی تبدیلیاں کیں اور اس کی دیواروں کو منقش پتھروں اور چونے کے ساتھ تعمیر کروادیا۔

سوال: اسلامی سلطنت اور معاشرے میں مسجد کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: اسلامی سلطنت اور معاشرے میں مسجد انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اسلامی نظام اور آداب میں مسلمانوں کے درمیان محبت اور بھائی چارے کے رشتے کو اجاگر کرنا ہوتا ہے، لیکن رشتے اور تعلق کا ہونا مسجد کے بغیر نہیں ہو سکتا، جب تک مسلمان روزانہ دن میں متعدد بار اللہ کے گھر میں کسی سے ملاقات نہ کریں۔

اسلامی آداب و نظام میں یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان مختلف کاموں اور احوال سے عدل اور مساوات کی روح اجاگر ہو، لیکن اس روح کا اجاگر ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مسلمان ہر روز ایک ہی صف میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو کر ملاقات نہ کرلیں۔

سوال: یتیموں اور نابالغ بچوں کے ساتھ معاملات کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نابالغ بچوں کے ساتھ معاملات کرنا درست ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو یتیم بچوں سے کھلیان والی زمین خریدی اور ان کے ساتھ سودا کیا اگر ان بچوں کا تصرف درست نہ ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ ان سے وہ زمین نہ خریدتے۔

سوال: پرانی قبروں کو اکھیڑ کر اس جگہ مسجد تعمیر کرنے کا کیا حکم ہے؟ صاحب کتاب اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: ڈاکٹر سعید رمضان بوطی فرماتے ہیں جب زمین وقف کی نہ ہو تو پرانی قبروں کو اکھیڑ کر اس زمین کو مسجد بنانا جائز ہے۔ لیکن اگر وہ وقف کی زمین ہو تو پھر اسے کسی ایسی دوسری شے کی طرف پھیرنا جائز نہیں ہوگا جس کے لیے وہ وقف نہ ہو۔

سوال: مساجد کی پختگی اور نقش نگار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: تمام علماء نے مساجد کی پختگی کو جائز اور مستحسن قرار دیا ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہما نے مسجد نبوی کو دوبارہ تعمیر کیا تھا، اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔ مسجد کے نقش و نگار پر علماء کرام کا کراہت پر اجماع ہے پھر اس میں دو گروہ ہیں۔ بعض نے اسے مکروہ تنزیہی قرار دیا، اور بعض نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔

سوال: مسجد کے قبلے میں قرآنی آیت لکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مسجد کے قبلے میں قرآن کی کسی بھی آیت کو لکھنا مکروہ ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں: بعض علماء نے جائز قرار دیتے ہوئے فرمایا اس مین کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ حضرت عثمان غنی کا مسجد نبوی کے ساتھ ایسا کرنا مروی ہے۔

الاساس الثانی

الاخوة بین المسلمین

(دوسری بنیاد مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ)

سوال: مہاجر اور انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مواخات کس بنیاد پر قائم کی گئی؟

جواب: مہاجر اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان یہ مواخات خیر خواہی اور حق کی بنیاد پر قائم کی گئی اس طرح وہ موت کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

سوال: نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کن کو کن کا بھائی بنایا چند کا نام ذکر کریں۔

جواب: نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت معاذ بن جبل کو بھائی بنایا، حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت زید بن حارثہ کو بھائی بھائی بنایا، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت خارجہ بن زبیر کو بھائی بھائی بنایا، اسی طرح دیگر صحابہ کرام کو بھی آپس میں بھائی بھائی بنایا۔

سوال: بھائی چارگی کے حقوق رشتہ داروں سے کب تک مقدم رہے؟

جواب: بھائی چارگی کے حقوق غزوہ بدر کے واقعے تک قریبی رشتہ داروں کے حقوق پر مقدم رہے۔

سوال: میراث کے بھائی چارگی کا حکم کب ختم ہوا؟ اور مسلمان آپس میں دینی بھائی کب ہوگئے؟

جواب: غزوہ بدر کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ: اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ کے ساتھ اللہ تعالی نے ما قبل حکم کو منسوخ کر دیا اور اسلامی بھائی چارے کا اثر میراث میں ختم ہو گیا۔ اور میراث کے حکم میں ہر انسان اپنے نسبی قریبی رشتہ داروں کی طرف لوٹ گیا اور تمام مسلمان آپس میں دینی بھائی ہو گئے۔

سوال: جب صحیح معاشرہ رزق وحیات کے اسباب سے فائدہ اٹھانے میں مساوات کی بنیاد پر قائم ہوگا تو کون سی چیز اس عدالت کی سلامتی اور اچھے طریقے پر اس کے نفاذ کی ضامن ہوگی؟

جواب: اس کی پہلی اور فطری ضمانت اخوت اور الفت کی ضمانت ہے پھر اس کے بعد حکومت اور قانون کی ضمانت ہے لہذا اگر کوئی حکومت یہ چاہتی ہے کہ لوگوں کے درمیان عدالت وانصاف کے قوانین قائم ہوں تو یہ اس وقت تک متحقق نہیں ہو سکتے جب تک ان کے مابین محبت اور بھائی چارگی کی اساس قائم نہ ہو۔

سوال: میراث کے حق کا مدار اس بھائی چارگی پر رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اس میں حکمت یہ تھی کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں اخوت اسلامیہ محسوس حقیقت کے طور پر روشن ہو جائے اور تمام لوگ جان لیں کہ مسلمانوں کے درمیان اخوت اور محبت فقط زبانی کلامی نہیں ہے بلکہ وہ حقیقت ہے جو زندہ اجتماعی نتائج پر مشتمل ہے۔

سوال: بھائی چارگی کی بنیاد پر وراثت کے حکم کے منسوخ ہونے میں کیا حکمت تھی؟

جواب: اس میں حکمت یہ تھی کہ میراث کا نظام بالآخر جس حکم پر مستقر ہوا وہ خود دو وارثوں کے مابین اخوت اسلام پر قائم تھا۔

سوال: مواخات کتنی مرتبہ ہوئی؟

جواب: امام ابن عبد البر فرماتے ہیں: کہ مواخات دو مرتبہ ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ مکہ

میں خاص مہاجرین کے درمیان اور دوسری مرتبہ مہاجرین وانصار کے درمیان مدینہ میں قائم ہوئی۔

الاساس الثالث

کتابة وثیقة بین المسلمین وغیرہم

(تیسری بنیاد مسلمانوں اور دیگر لوگوں کے درمیان معاہدہ)

سوال: مہاجرین وانصار کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس کو بیان کریں۔

جواب: یہ معاہدہ اس لیے وارد ہوا تا کہ اس کے ذریعے ہم مدینہ میں قائم ہونے والی اسلامی ریاست اور اسلامی معاشرے کے دستور کی اہمیت کی انتہا پر واقف ہو سکیں یہ آنے والے وہی دفعات ہیں جو ترتیب اصل معاہدے میں مرتب ہے۔

(1)۔ قریش اور یثرب کے مسلمان اور جو ان کے تابع ہو کر مل جائیں اور ان کے ساتھ جہاد کریں تو دیگر لوگوں کے علاوہ یہ تمام ایک امت ہیں۔

(2)۔ تمام مسلمان اپنے قبائل میں مختلف ہونے کے باوجود آپس میں دیت بانٹ لیں گے۔

(3)۔ مومنین اپنے مابین کسی کو مقروض نہ چھوڑیں گے

(4)۔ متقی مومن ان میں سے بغاوت کرنے والوں یا ظلم یا مومنین کے درمیان فساد ڈلوانے والوں کا عطیہ لینے والوں کے خلاف متحد ہوں گے۔

(5)۔ کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کرے گا۔

(6)۔ کوئی ایک مومن صلح کرنا چاہے تو قتال فی سبیل اللہ میں کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے بغیر کسی سے صلح نہیں کر سکتا۔

(7)۔ اللہ کا ذمہ ایک ہی ہے مسلمان کا کوئی ادنی فرد بھی کسی کو پناہ دے سکتا ہے۔

(8)۔ کسی مومن کے لیے حلال نہیں جس نے معاہدے میں تحریر شدہ کا اقرار کر لیا اور اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان لے آیا کہ وہ کسی بدعتی کی مدد کرے یا پناہ دے۔

(9)۔ یہود اپنے اخراجات خود برداشت کریں گے۔

(10)۔ بنو عوف کے یہود مومنین کے ساتھ ایک ہی امت ہوں گے۔

(11)۔ یہودیوں کے ذمہ اپنا خرچہ ہوگا اور مسلمانوں کے ذمہ اپنا خرچ ہوگا۔

(12)۔ جو اس معاہدے والوں کے درمیان نئی بات لے کر آئے یا نہیں آپس میں اس طرح الجھائے جس سے فساد کا خوف ہو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

(13)۔ جو مدینہ کے اندر رہے گا وہ بھی امن میں ہوگا اور جو مدینہ کے باہر رہے گا وہ بھی امن میں ہوگا۔

(14)۔ اللہ تعالی اس معاہدے کی سب سے زیادہ تصدیق فرمانے والا ہے اور اسے پورا کرنے والا ہے۔

یہ چودہ معاہدے اسلامی معاشرے کے نظام سے متعلق تھے۔

تمت بالخیر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کثیر الانتخابی سوالات

(فقہ السیرۃ النبویۃ کے 40 فیصد نصاب کے MCQs)

(1)۔ علامہ سعید رمضان بوطی .... پیدا ہوئے؟			
الف۔ 1929 عیسوی	ب۔ 1928 عیسوی	ج۔ 1934 عیسوی	د۔ 1933 عیسوی
(2)۔ علامہ سعید رمضان بوطی .... گاؤں میں پیدا ہوئے؟			
الف۔ رے	ب۔ جلیکا	ج۔ شام	د۔ دمشق
(3)۔ علامہ سعید رمضان بوطی نے جامعہ ازہر سے .... چیز کی سند حاصل کی؟			
الف۔ کلیۃ الشریعہ	ب۔ کلیۃ اللغۃ العربیہ	ج۔ دونوں	د۔ کوئی نہیں
(4)۔ ڈاکٹر سعید رمضان بوطی کو کس مسجد میں شہید کیا گیا؟			
الف۔ مسجد نبوی	ب۔ مسجد اقصیٰ	ج۔ مسجد حرام	د۔ مسجد الایمان
(5)۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں بعثت سے وفات تک دعوت اسلامیہ کے کتنے مراحل ہیں؟			
الف۔ چھ	ب۔ تین	ج۔ چار	د۔ سات
(6)۔ سری دعوت کتنے سال تک جاری رہی؟			
الف۔ چار سال	ب۔ دو سال	ج۔ تین سال	د۔ پانچ سال
(7)۔ دعوت اسلامیہ کا دوسرا مرحلہ کب تک جاری رہا؟			
الف۔ ہجرت تک	ب۔ صلح حدیبیہ	ج۔ غزوہ تبوک	د۔ بدر
(8)۔ اسلامی دعوت کا تیسرا مرحلہ کس چیز پر مشتمل تھا؟			
الف۔ دعوت سر	ب۔ دعوت جہر	ج۔ دعوت جہر مع مثال المعتقدین	د۔ یہ تمام
(9)۔ ان میں سے کون سے لوگ اوائل اسلام میں داخل ہوئے؟			
الف۔ خدیجہ بن خویلد	ب۔ یہ تمام	ج۔ علی بن ابی طالب	د۔ زید بن حارثہ
(10)۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے بیٹے تھے۔			

الف۔ بھائی	ب۔ ماموں کے بیٹے	ج۔ چچا کے بیٹے	د۔ منہ بولے بیٹے

(11)۔ جب اسلام میں 30 مرد وعورت داخل ہو گئے تو حضور نے تعلیم کے لیے کن کے گھر کو اختیار کیا؟

الف۔ حضرت زید	ب۔ حضرت ابو بکر صدیق	ج۔ حضرت عمر	د۔ حضرت عبدالرحمن

(12)۔ اوائل اسلام میں زیادہ تر داخل ہونے والے لوگ تھے۔

الف۔ فقرا	ب۔ دونوں	ج۔ غلام	د۔ کچھ نہیں

(13)۔ رسول کریم ﷺ کی طرف الہام کس قسم سے ہوتا تھا؟

الف۔ یہ تمام	ب۔ معجزہ	ج۔ خواب	د۔ وحی

(14)۔ جب کسی لڑائی میں غلبہ حاصل نہ ہو تو بھاگ جانا ضروری ہے یہ قول ہے۔

الف۔ عز بن عبد السلام	ب۔ امام محمد کا	ج۔ ڈاکٹر سعید بوتی	د۔ امام بخاری

(15)۔ جب جہری دعوت یا قتال نقصان دہ ہو تو خفیہ دعوت کرنا ہے۔

الف۔ مباح	ب۔ جائز	ج۔ حرام	د۔ واجب

(16)۔ جب جہری دعوت ممکن ہو تو سری دعوت دینا ہے۔

الف۔ جائز نہیں	ب۔ واجب	ج۔ مکروہ	د۔ جائز

(17)۔ فرعون اور اس کے گروہ کی طرف کس نبی کو بھیجا گیا؟

الف۔ حضرت محمد	ب۔ حضرت نوح	ج۔ حضرت موسی	د۔ حضرت عیسی

(18)۔ قوم ثمود کی طرف کس نبی کو بھیجا گیا؟

الف۔ حضرت عیسی	ب۔ حضرت داود	ج۔ حضرت ایوب	د۔ حضرت صالح

(19)۔ قادسیہ کی جنگ میں ایرانی لشکر کے سپہ سالار کون تھے؟

الف۔ شمر	ب۔ رستم	ج۔ یزید	د۔ امیر معاویہ

(20)۔ سعد بن ابی وقاص کے لشکر میں سے کس نے رستم سے مکالمہ کیا؟

الف۔ ربعی بن عامر	ب۔ ابو بکر صدیق	ج۔ خالد بن ولید	د۔ ابن عامر

(21)۔ سرداروں کو کس چیز نے اسلام لانے سے روکا؟

الف۔ سرداری نے	ب۔ بغض نے	ج۔ دولت نے	د۔ محبت نے

(22)۔ دعوت کے ابتدائی سال کے نتیجے میں کتنے مرد وعورت مسلمان ہوئے؟

الف۔ پندرہ	ب۔ چالیس	ج۔ سولہ	د۔ بیس

(23)۔ اعلانیہ دعوت اسلام دینے کے لیے حضور ﷺ کس پہاڑ پر چڑھے؟

الف۔ جبل ابی قیس	ب۔ جبل احد	ج۔ کوہ صفا	د۔ مروہ پر

(24)۔ نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر کن کن کی اولاد کو مخاطب کیا؟

الف۔ یہ تمام	ب۔ عبد شمس کی اولاد	ج۔ اولاد فہر	د۔ اولاد عدی

(25)۔ جہری دعوت کے سامنے قریش کا کیا ری ایکشن تھا؟

الف۔ دعوت کا انکار	ب۔ دونوں	ج۔ پیٹھ پھیرنا	د۔ کوئی نہیں

(26)۔ مبلغین پر دعوت کی ذمہ داری عائد ہونے کے کتنے مراحل ہیں؟

الف۔ تین	ب۔ چار	ج۔ پانچ	د۔ چھ

(27)۔ مبلغین کی ذمہ داریوں میں سے ادنی ذمہ داری کیا ہے؟

الف۔ ملک کی	ب۔ گھر والوں کی	ج۔ معاشرے کی	د۔ نفس کی ذمہ داری

(28)۔ عالم کی ذمہ داری ہے وہ دعوت اسلام کہاں دے؟

الف۔ شہر	ب۔ شہر وقبیلہ دونوں	ج۔ قبیلہ	د۔ کسی کو نہیں

(29)۔ حاکم کی ذمہ داری ہے وہ دعوت اسلام کہاں دے؟

الف۔ اپنی بیوی	ب۔ اولاد	ج۔ اپنی سلطنت اور قوم	د۔ والدین

(30)۔ علماء کس کے وارث ہیں؟

الف۔ انبیاء	ب۔ قطب	ج۔ اولیا	د۔ ابدال

(31)۔ لوگوں کی اصلاح وتربیت کی ذمہ داری میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کون کون شریک تھے؟

الف۔ علماء وحکام	ب۔ امام	ج۔ حکام	د۔ صاحب اسرہ

(32)۔ دین اسلام کی بنیاد کس چیز پر ہے؟

الف۔ روزہ	ب۔ کوئی نہیں	ج۔ عبادت	د۔ عقل و منطق

(33)۔ نماز کی حالت میں کس بد بخت نے حضور ﷺ کے گلے میں کپڑا ڈال کر سختی سے گلا گھونٹا؟

الف۔ عقبہ بن ابی معیط	ب۔ ابو جہل	ج۔ ابولہب	د۔ یہ تمام

(34)۔ حالت سجدہ میں نبی کریم ﷺ پر اوجھڑی کس نے ڈالی؟

الف۔ ابولہب	ب۔ ابو جہل	ج۔ عقبہ بن معیط	د۔ نجاشی

(35)۔ نبی پاک ﷺ کی پیٹھ مبارک سے اوجھڑی کس نے ہٹائی؟

الف۔ حضرت علی	ب۔ فاطمہ الزہرا	ج۔ ابو بکر صدیق	د۔ عثمان غنی

(36)۔ اسلام سے پہلے ایمان والوں کو کس چیز سے تکلیف دی جاتی تھی؟

الف۔ زخموں سے	ب۔ جلا کر	ج۔ مار کر	د۔ لوہے کی کنگھیاں پھیری جاتی

(37)۔ دُنیا میں موجود انسان کی پہلی صفت ہے۔

الف۔ مکلف	ب۔ مسلمان	ج۔ حیوان	د۔ بالغ

(38)۔ عبودیت کس چیز کو مستلزم ہے؟

الف۔ مسلمان	ب۔ مکلف ہونے کو	ج۔ مرد ہونے کو	د۔ عورت

(39)۔ داعین الی اللہ اور اسلامی معاشرے کے قیام کے راستے میں کوشش کرنے والوں کو جو تکلیفیں ملیں وہ کتنی حکمتوں کا تقاضا کرتی ہیں؟

الف۔ تین	ب۔ دو	ج۔ چار	د۔ پانچ

(40)۔ حضور ﷺ نے ابتدائے اسلام میں کن شہروں کے فتح ہونے کی خبر دی؟

الف۔ روم	ب۔ دونوں	ج۔ فارس	د۔ کوئی نہیں

(41)۔ فارس اور روم کب فتح ہوئے؟

الف۔ فتح مکہ سے	ب۔ وصال کے بعد	ج۔ ہجرت کے بعد	د۔ ہجرت سے پہلے

(42)۔ قریش کا کون سا سردار حضور ﷺ کے پاس صلح کرنے کے حوالے سے گفتگو کرنے

الف۔ ابولہب	ب۔ ابو جہل	ج۔ عتبہ بن ربیعہ	د۔ کوئی نہیں

(43)۔ نبی کریم ﷺ نے عتبہ کے پاس کس سورت کی آیات تلاوت کیں؟

الف۔ سورہ مزیم	ب۔ سورہ حم سجدہ	ج۔ سورہ اخلاص	د۔ سورہ طحہ

(44)۔ اسلام کی دعوت میں کس شخص نے بہت زیادہ غور و فکر کیا؟

الف۔ فان فلوٹن اور کریمر دونوں	ب۔ فان فلوٹن	ج۔ صرف کریم	د۔ عتبہ

(45)۔ نبی پاک ﷺ نے کس طرح کی روٹی کبھی تناول نہیں فرمائی؟

الف۔ چاول کی روٹی	ب۔ سخت	ج۔ نرم	د۔ کوئی نہیں

(46)۔ حضرت انس کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے کس چیز پر بیٹھ کر کھانا تناول نہیں فرمایا؟

الف۔ دستر خوان	ب۔ کرسی	ج۔ میز	د۔ کھڑے

(47)۔ حضور ﷺ کی ازواج نے حضور ﷺ سے کس چیز کا مطالبہ کیا؟

الف۔ اسلام کی دعوت	ب۔ محلات	ج۔ مال و زینت اور نفقہ کی زیادتی	د۔ گھر کو وقت

(48)۔ شے کو اس کی جگہ میں رکھنا ہے۔

الف۔ صلح	ب۔ حکمت	ج۔ دولت	د۔ محبت

(49)۔ کون سے صحابی نابینا تھے؟

الف۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم	ب۔ ابوہریرہ	ج۔ حضرت ابوذر	د۔ حضرت انس

(50)۔ جب کفار قریش نے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو بنی ہاشم اور بنی مطلب سے کس چیز کا مطالبہ کیا؟

الف۔ امن کا	ب۔ حضور کے سپرد	ج۔ رقم کا	د۔ جنگ کا

(51)۔ قریش جب نبی پاک ﷺ کو قتل کرنے سے عاجز آ گئے تو کس چیز پر اجماع کیا؟

الف۔ ترک تعلق کا	ب۔ شادی بیاہ کا	ج۔ جنگ کا	د۔ رقم دینے کا

(52)۔ قریش کفار نے مسلمانوں سے تحریری بائیکاٹ کے معاہدے کو کہاں پر لٹکایا؟

الف۔ کعبہ کی دیوار پر	ب۔ شام میں	ج۔ مدینہ میں	د۔ بنوہاشم کے گھر کا

(53)۔ کفار قریش نے مسلمانوں سے بعثت کے کس سال سے بائیکاٹ کیا؟

الف۔ دوسرے سے	ب۔ ساتویں سے دسویں	ج۔ پانچویں سے	د۔ نویں سے

(54)۔ کفار قریش نے مسلمانوں سے کس اسلامی مہینے سے بائیکاٹ شروع کیا؟

الف۔ محرم الحرام	ب۔ رجب	ج۔ رمضان	د۔ شعبان

(55)۔ کفار قریش کے بائیکاٹ کی وجہ سے نبی پاک ﷺ نے کہاں کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا؟

الف۔ شام	ب۔ مکہ	ج۔ مدینہ	د۔ حبشہ

(56)۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب اور مسلمانوں کو کس وادی میں محصور کیا گیا؟

الف۔ وادی شعب ابی طالب	ب۔ وادی طائف	ج۔ وادی جن	د۔ وادی حرہ

(57)۔ بعض کفار اور مسلمانوں کو کس وجہ سے محصور کیا گیا؟

الف۔ مسلمانوں کی حمایت کی وجہ	ب۔ محبت کیوجہ	ج۔ جنگ کی وجہ	د۔ دولت کی وجہ

(58)۔ سوشل بائیکاٹ کے دوران مسلمان کس چیز کو بطور غذا کھاتے تھے؟

الف۔ جو کی روٹی	ب۔ گندم کی روٹی	ج۔ کچھ نہیں	د۔ درختوں کے پتے

(59)۔ کعبہ پر لٹکائے ہوئے معاہدہ کے الفاظ کو کیا چیز کھا گئی تھی؟

الف۔ شہد کی مکھی	ب۔ دیمک	ج۔ پرندے	د۔ جانور

(60)۔ قریش کے کتنے سرداروں نے مل کر حصار اقتصادی کو ختم کیا؟

الف۔ پانچ	ب۔ تین	ج۔ دس	د۔ چار

(61)۔ حصار اقتصادی کو ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے کس نے کوشش کی؟

الف۔ زہیر بن اسلامیہ	ب۔ ہشام بن عمر	ج۔ عتبہ بن ربیعہ	د۔ معطم بن عدی

(62)۔ حصار اقتصادی کی تحریر کو کس شخص نے پھاڑا؟

الف۔ ابو جہل	ب۔ ہشام بن عمر	ج۔ معطم بن عدی	د۔ عتبہ بن ربیعہ

(63)۔ کفار نے نبی پاک ﷺ کی حصار اقتصادی میں حمایت کس وجہ سے کی؟

الف۔ رشتہ داری اور طعنے سے بچنے	ب۔ رشتہ	ج۔ طعنہ	د۔ دولت

(64)۔ قادسیہ لشکر کے سپہ سالار کون تھے؟

الف۔ زید	ب۔ حضرت ابو بکر	ج۔ سعد بن ابی وقاص	د۔ حضرت عمر

(65)۔ اسلام کی سب سے پہلی ہجرت کون سی ہے؟

الف۔ ہجرت حبشہ	ب۔ ہجرت مدینہ	ج۔ مکہ	د۔ شام

(66)۔ خلفائے راشدین میں کون سے خلیفہ ہجرت حبشہ میں تھے؟

الف۔ عثمان	ب۔ ابو بکر	ج۔ حضرت عثمان	د۔ مولا علی

(67)۔ ہجرت حبشہ میں نبی پاک ﷺ کی کس شہزادی نے سفر کیا تھا؟

الف۔ حضرت رقیہ	ب۔ حضرت ام کلثوم	ج۔ زینب	د۔ فاطمہ

(68)۔ زمین حبشہ میں کتنے صحابہ کرام جمع ہو گئے تھے؟

الف۔90 سے کم	ب۔70 سے کم	ج۔80 سے کم	د۔80 سے زائد

(69)۔ نجاشی بادشاہ کے سامنے کس صحابی رسول نے اسلام کی ترجمانی کی؟

الف۔ حضرت ابو بکر	ب۔ حضرت جعفر	ج۔ حضرت عمر	د۔ حضرت عثمان

(70)۔ حضرت جعفر بن ابی طالب نے نجاشی کے سامنے قرآن کی کس سورت کی تلاوت کی؟

الف۔ فلق	ب۔ سورہ اخلاص	ج۔ سورہ ناس	د۔ سورہ مریم

(71)۔ جو لوگ مکہ میں چھپ کر یا امان حاصل کر کے داخل ہوئے وہ کتنے لوگ تھے؟

الف۔ 33 لوگ	ب۔ 40 لوگ	ج۔ 50 لوگ	د۔ 25 لوگ

(72)۔ حضرت عثمان بن مظعون کس کی پناہ میں داخل ہوئے؟

الف۔ قیصر	ب۔ ہشام بن عمرو	ج۔ ولید بن مغیرہ	د۔ عتبہ بن ربیعہ

(73)۔ ابو طالب کی امان میں کون سے شخص داخل ہوئے؟

الف۔ ابو سلمہ	ب۔ حضرت عمر	ج۔ ابو بکر صدیق	د۔ یہ تمام

(74)۔ جب مسلمانوں کو دار الاسلام میں شعائر اسلامیہ اختیار کرنے سے روک دیا جائے تو وہاں سے ہجرت کرنا ہے۔

الف۔ واجب	ب۔ سنت	ج۔ مکروہ	د۔ مباح

(75)۔ اگر کسی مسلمان پر دارالاسلام میں کوئی مصیبت آجائے تو جو اس کے لیے مشکل کا باعث ہو تو وہاں سے ہجرت کرنا ہے۔

الف۔ فرض	ب۔ واجب	ج۔ حرام	د۔ جائز

(76)۔ اگر کوئی شخص واجبات اسلامیہ کو قائم کرنے والا ہے اس کے بغیر قائم نہیں ہو سکتی تو اس شخص کا ہجرت کرنا ہے۔

الف۔ حرام	ب۔ واجب	ج۔ جائز	د۔ مباح

(77)۔ دارالاسلام سے ہجرت کرنا کتنی قسموں پر ہے؟

الف۔ دو	ب۔ دس	ج۔ تین	د۔ چار

(78)۔ نجاشی اسلام لانے سے پہلے کس مذہب پر تھا؟

الف۔ نصرانی	ب۔ مشرک	ج۔ یہودی	د۔ ہندو

(79)۔ مسلمانوں کا حاجت کے وقت کسی غیر مسلم کی حمایت میں داخل ہونا ہے۔

الف۔ واجب	ب۔ گناہ	ج۔ جائز	د۔ حرام

(80)۔ حضور نبی پاک ﷺ کس کی حمایت میں طائف سے مکہ مکرمہ داخل ہوئے؟

الف۔ مطعم بن عدی	ب۔ ابو بکر	ج۔ عمر	د۔ عثمان

(81)۔ نبی پاک ﷺ سے دین اسلام کو حاصل کرنے کے لیے سب سے پہلے کس ملک کے نصاری آئے؟

الف۔ دمشق	ب۔ عرب	ج۔ حبشہ	د۔ شام

(82)۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سب سے پہلے وفد کس صحابی کی موجودگی میں آیا؟

الف۔ حضرت جعفر	ب۔ حضرت عثمان	ج۔ حضرت خالد	د۔ ابوہریرہ

(83)۔ نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں آنے والا وفد کتنے افراد پر مشتمل تھا؟

الف۔ 80 سے	ب۔ 50 سے	ج۔ 30 سے زائد	د۔ 40 سے

(84)۔ عبادات اور معاملات کے متعلق وہ احکام جن پر عمل کیا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں۔

الف۔ شریعت	ب۔ دین	ج۔ ایمان	د۔ مذہب

(85)۔ بعثت کے دسویں سال کو کہتے ہیں۔

الف۔ عام الفیل	ب۔ عام الہجرہ	ج۔ عام الحزن	د۔ عام القتل

(86)۔ حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات کب ہوئی؟

الف۔ بعثت کے دسویں سال	ب۔ نویں سال	ج۔ پانچویں سال	د۔ چھٹے سال

(87)۔ حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

الف۔ دس دن	ب۔ پندرہ دن	ج۔ ایک ماہ پانچ دن	د۔ ایک ماہ

(88)۔ حضرت خدیجہ کس کے معاملے میں پکی سچی وزیر تھیں؟

الف۔ اسلام	ب۔ ایمان	ج۔ اطاعت	د۔ فرمانبرداری

(89)۔ نبی کریم ﷺ تکالیف وغیرہ کی شکایت کس کے پاس کرتے؟

الف۔ حضرت حلیمہ	ب۔ حضرت ابو بکر	ج۔ حضرت خدیجہ	د۔ حضرت عائشہ

(90)۔ ابو طالب نبی کریم ﷺ کا تھا۔

الف۔ محافظ و مددگار	ب۔ سخت دشمن	ج۔ غلام	د۔ خادم

(91)۔ بعثت کے دسویں سال کو عام الحزن کیوں کہا جاتا ہے؟

الف۔ کفار کی تکالیف	ب۔ غم	ج۔ حضرت خدیجہ کی وفات اور دعوت اسلام میں رکاوٹ	د۔ وفات صحابہ

(92)۔ طائف میں سب سے پہلے کس قبیلہ کو نبی پاک ﷺ نے دعوت اسلام دی؟

الف۔ قبیلہ ثقیف	ب۔ قبیلہ خزرج	ج۔ قبیلہ اوس	د۔ قبیلہ بنی ہاشم

(93)۔ طائف کے لوگوں نے جب نبی کریم و کو پتھر مارے تو حضور ﷺ کے جسم اطہر کا کون سا عضو خون سے لہولہان ہو گیا؟

الف۔ ہاتھ مبارک	ب۔ سر مبارک	ج۔ پاؤں مبارک	د۔ پیٹھ مبارک

(94)۔ سفر طائف میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کون سے صحابی تھے؟

الف۔ زید بن حارثہ	ب۔ زید بن ثابت	ج۔ عمر فاروق	د۔ ابو بکر

(95)۔ سفر طائف میں نبی کریم ﷺ کس شخص کے باغ میں تشریف لے گئے؟

الف۔ ہشام	ب۔ زہیر	ج۔ عتبہ بن ربیعہ	د۔ معطم بن عدی

(96)۔ عتبہ بن ربیعہ کے باغ میں حضور نبی پاک ﷺ کس درخت کے سائے میں بیٹھے تھے؟

الف۔ انگور	ب۔ کھجور	ج۔ آم	د۔ مالٹا

(97)۔ ربیعہ کے بیٹوں نے جس نصرانی غلام کو انگور کا خوشہ دیا جو بارگاہ رسالت میں بھیجا گیا اس کے غلام کا کیا نام ہے؟

الف۔ راغب	ب۔ زہیر	ج۔ عداس	د۔ انس

(98)۔ اس نصرانی غلام کا کس قوم سے تعلق تھا؟

الف۔ اہل نینوی	ب۔ اہل شام	ج۔ اہل مصر	د۔ اہل یمن

(99)۔ اہل نینوی کی طرف کون سے نبی مبعوث کیے گئے تھے؟

الف۔ حضرت عیسی	ب۔ حضرت صالح	ج۔ حضرت یونس	د۔ حضرت موسی

(100)۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اس نصرانی غلام کو بتایا میں نبی ہوں تو اس نے فوراً کیا کیا؟

الف۔ ہاتھ، پاوں، سر کو چومنے لگا	ب۔ مخالفت	ج۔ مر گیا	د۔ زندہ

(101)۔ طائف سے واپسی پر نبی کریم ﷺ کس وادی پر رکے تھے؟

الف۔ وادی غرق	ب۔ وادی جن	ج۔ وادی نخلہ	د۔ وادی مرہ

(102)۔ اگر کوئی شخص جن کا انکار کرے یا اس کے وجود میں شک کرے وہ ہے۔

الف۔ کافر	ب۔ مسلمان	ج۔ موحد	د۔ منافق

(103)۔ عدم وجدان عدم وجود کو ہے۔

الف۔ دونوں	ب۔ صرف مستلزم	ج۔ مستلزم نہیں	د۔ کوئی نہیں

(104)۔ مسجد حرام سے قدس کی مسجد اقصی تک کا جو سفر ہے اسے کہتے ہیں۔

الف۔ اسراء	ب۔ معراج	ج۔ ملاقات	د۔ کوئی نہیں

(105)۔ سفر معراج کتنی راتوں میں ہوا؟

الف۔ دو راتیں	ب۔ چار راتیں	ج۔ ایک رات	د۔ تین راتیں
(106)۔ سفر معراج ہجرت سے کتنے مہینے پہلے ہوا؟			
الف۔18ماہ	ب۔12ماہ	ج۔15ماہ	د۔16ماہ
(107)۔ سفر معراج کس کے ساتھ تھا؟			
الف۔ صرف روح	ب۔ صرف جسم	ج۔ جسم و روح دونوں	د۔ خواب میں
(108)۔ نبی کریم ﷺ کس چیز پر سوار ہو کر سفر معراج فرمایا؟			
الف۔ براق	ب۔ حمار	ج۔ خچر	د۔ گھوڑا
(109)۔ مسجد اقصیٰ میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد جبرائیل امین حضور ﷺ کے لیے کیا لائے؟			
الف۔ دودھ	ب۔ شراب	ج۔ شراب اور دودھ	د۔ پانی کا برتن
(110)۔ مسجد اقصیٰ میں نبی پاک ﷺ نے کتنی رکعات نماز ادا فرمائیں؟			
الف۔ دو رکعات	ب۔ چار	ج۔ پانچ	د۔ چار
(111)۔ نمازوں کا تحفہ حضور نبی پاک ﷺ کو کب ملا؟			
الف۔ سفر حج میں	ب۔ ہجرت مدینہ	ج۔ سفر معراج میں	د۔ حبشہ

تمت بالخیر

حل شدہ پرچہ (کنز المدارس بورڈ)

سالانہ امتحان 2023ء / 1444ھ

درجہ: عالیہ سال اول، مضمون: السیرۃ النبویۃ (الفقہ السیرۃ النبویۃ)

حصہ انشائیہ

مختصر سوالات (Short Questions)

سوال 1: اوائل اسلام میں نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والے افراد کون تھے؟

جواب: اوائل اسلام نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے والوں کا ایک بڑا حصہ غلاموں، ضعیفوں اور فقرا پر مشتمل تھا۔

سوال 2: نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں پر راہ تبلیغ میں آنے والے مصائب وشدائد کی حکمت کو فقہ السیرۃ کی روشنی میں بیان کریں۔

جواب: ڈاکٹر سعید رمضان البوطی اس کی حکمت یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں انسان کی پہلی صفت مکلف ہونا ہے۔ یعنی اللہ پاک کی طرف سے اس راہ میں جو بھی مشکلات و مصائب وآزمائشیں آئے ان کو برداشت کرنے کا مکلف ہے اور دعوت الی الاسلام اور اعلاء کلمہ حق کے لیے جہاد کرنا اللہ پاک کی طرف سے ہر مسلمان پر لازم ہے۔

سوال 3: بعثت کے دسویں سال ابو طالب کی وفات میں کیا حکمت تھی۔

جواب: اس میں حکمت یہ تھی، اگر ابو طالب اپنے بھتیجے کی جانب کھڑے رہتے اور ان کی حفاظت کرتے رہتے یہاں تک کہ مدینہ میں سلطنت اسلامیہ قائم ہو جاتی اور اس طرح رسول اللہ ﷺ مشرکین کی تکلیفوں اور قبضوں سے ابو طالب کی حمایت میں

نجات پاتے رہتے تو یہ وہم پیدا ہو سکتا تھا کہ اس دعوت کے پیچھے ابو طالب کا ہاتھ تھا۔ کیونکہ یہی تھے جو اپنی قوم میں اپنی طاقت اور مقام و مرتبہ کی وجہ سے اس دعوت کا سامنے سے دفاع اور اس سے حفاظت کر رہے تھے۔ رب تبارک و تعالیٰ کی حکمت نے یہ فیصلہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کو مفقود پائیں، اور رسول اللہ ﷺ کی صرف مدد اور حمایت اللہ پاک کی طرف سے ہے۔

سوال 4: واقعہ طائف میں کفار کے ظلم کا نبی کریم ﷺ نے کیا رد عمل دیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ اللہ پاک کی رضا پر راضی رہے کر ان تمام مشکلات کو برداشت کیا اور ثابت قدمی کا ہر طرح سے مظاہرہ کیا۔ اگر نبی کریم ﷺ چاہتے تو ان ایذا دینے والے احمقوں اور ان احمقوں کو اس پر ابھارنے والے سرداروں سے بدلہ لے سکتے تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ رب تبارک و تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔

سوال 5: ابن سعد کی روایت کے مطابق واقعہ معراج کب ہوا؟

جواب: ابن سعد کی روایت کے مطابق واقعہ معراج ہجرت سے اٹھارہ ماہ قبل پیش آیا۔

سوال 6: حضرت اسماء بنت ابی بکر کو ذات النطاقین کا لقب کیوں دیا گیا ؟

جواب: جب نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر نے ہجرت کی تو حضرت اسماء نے اس زادراہ کو ایک چمڑے کے تھیلے میں ڈال دیا۔ اور حضرت اسماء بنت ابو بکر نے اپنے کمر بند کو پھاڑ کر اس چمڑے کے تھیلے کا منہ باندھ دیا اسی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔

سوال 7: نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کے دوران کس مسجد کی بنیاد رکھی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔

طویل سوالات
(Long Questions)

سوال 1: نبی کریم ﷺ کے دعوت کے چار مراحل تحریر کریں نیز کسی ایک کی مختصر وضاحت کریں؟

جواب: حضور نبی کریم ﷺ کی حیات ظاہری میں اسلامی دعوت کے چار مراحل تھے۔

پہلا مرحلہ: سری دعوت۔

دوسرا مرحلہ: جہری دعوت۔

تیسرا مرحلہ: جہری دعوت جس کے ساتھ حد سے بڑھنے والوں، جنگ کو شروع کرنے والوں اور شر ظاہر کرنے والوں سے قتال جاری رہا۔

چوتھا مرحلہ: جہری دعوت اس میں مشرکین ملاحدہ اور بت پرستوں کے ساتھ قتال کیا گیا جو دعوت اسلام میں رکاوٹ بنتے یا اسلام میں داخل ہونے سے منع کرتے تھے۔

سری دعوت: نبی کریم ﷺ اللہ پاک کے حکم کو قبول کرتے ہوئے لوگوں کو بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے کی دعوت دینے لگے۔ لیکن آپ اس طرف لوگوں کو خفیہ طور پر بلاتے تھے اس ڈر کی وجہ سے کہ قریش بتوں کی پوجا اور شرک میں غیر متوقع طور پر متعصب ہو چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی دعوت قریش کی عام مجالس میں ظاہر نہ ہو جائے اور نبی کریم ﷺ صرف ان لوگوں کو بلاتے جس کے ساتھ آپ کو گہری قرابت اور سابقہ جان پہچان ہوتی تھی۔

سوال 2: سراقہ بن جعشم کا سفر ہجرت میں نبی ﷺ کا پیچھا کرنے والا واقعہ بیان کریں۔

جواب: ایک دن بنو مدلج کی ایک جماعت مجلس میں بیٹھی تھی ان کے درمیان سراقہ

بن جعشم بھی تھا اچانک انہیں میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا میں ابھی ساحل سمندر پر چند اشخاص کو دیکھا ہے۔ میری رائے ہے یہ محمد اور آس کے اصحاب ہے۔ پھر سراقہ بن جعشم کچھ دیر مجلس میں بیٹھا پھر کھڑا ہوا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑا۔ حتی کہ نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ سراقہ بن جعشم کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور یہ نیچے گر گیا پھر دوبارہ سوار ہو کر چلا۔ پھر اس کے گھوڑے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ حتی کہ وہ گھٹنوں کے تک نیچے چلا گیا اور سراقہ بن جعشم گر گیا۔ پھر اس نے اپنے گھوڑے کو جھٹکا یہاں تک کہ دوبارہ کھڑا ہونے لگا تو سراقہ جان گیا اسے رسول اللہ ﷺ نے روک دیا۔ اس کے دل میں شدید رعب طاری ہو گیا۔ سراقہ نے نبی کریم ﷺ کو ندا کی اور امان طلب کرنے لگا۔ اور معافی مانگنے لگا پھر سراقہ اسی راستے سے مکہ واپس لوٹا۔ یوں سراقہ صبح ان دونوں کو قتل کرنے کی کوشش میں نکلا مگر شام کو نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی حفاظت کر رہا تھا۔

سوال 2: عقد مؤاخات کی تفصیل زینت قرطاس کریں۔

جواب: رسول اللہ ﷺ نے اپنے مہاجر اور انصار صحابہ کرام میں مؤاخات قائم کی اور یہ مؤاخات خیر خواہی اور حق کی بُنیاد پر قائم فرمائی۔ اس طرح کہ وہ موت کے بعد ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔ یہاں تک کہ اس مؤاخات میں اسلامی بھائی چارے کا اثر قریبی رشتہِ داری کے اثر سے زیادہ مضبوط تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب اور معاذ بن جبل کو بھائی بھائی بنایا۔ حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت زید بن حارثہ کو بھائی بھائی بنایا۔ حضرت ابو بکر صدیق اور خارجہ بن زبیر کو بھائی بھائی بنایا۔

اسی طرح دیگر صحابہ کرام کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے درمیان اس بھائی چارے کو اخوات اور دوستی کے ایک عام دائرے کے ساتھ قائم کیا۔ یہ بھائی چارگی مادی بنیادوں پر قائم ہوئی اور ان کے درمیان وراثت بھی جاری ہوئی۔ اس بھائی چارگی کے حقوق غزوہ بدر کے واقعے تک قریبی رشتہ داری کے حقوق پر مقدم رہے۔

پھر غزوہ بدر کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا: **أُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ**۔ ترجمہ: اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کے ساتھ اللہ پاک نے ماقبل حکم کو منسوخ کر دیا اور اسلامی بھائی چارے کا اثر میراث میں ختم ہو گیا اور میراث کے حکم میں ہر انسان اپنے نسبی قریبی رشتہ داری کی طرف لوٹ گیا اور تمام مسلمان آپس میں دینی بھائی ہو گئے۔

تمت بالخیر